٨٣٩
سيف الدين
٨٤٠
شتميمة الاخلاص

وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مسمّٰی بہ

سَیفُ الدِّین

عَلٰی رُؤسِ المُعتَدِین

مُصنّفہ

حکیم مولوی محمد حنیف ہاشمی حنفی میرٹھی

مقیم کراچی ۔ جھونہ مارکٹ ۔

دسمبر سنہ ۱۹۱۹ ء

جناب حافظ محمد سعید ہاشمی کے اہتمام سے

مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوئی

تعداد اشاعت ۲ ہزار

قیمت چار آنہ ۴ر

التماس از مصنّف

میاں ولی محمد اسمٰعیل سریاوہ ساکن ریاست جوناگڈہ نے جو مضامین اشتعال انگیز و فتنہ خیز تمام ہندوستان کے اخبارات اور رسالجات میں اجرتی شائع کرائے ہیں اور اسکے ساتھ ہی ایک میموریل بر کتاب کی صورت میں جا بجا اصل معاملہ سے ناواقف حضرات سے دستخط لئے گئے ہیں ناظرین کو اس رسالہ کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ سریاوہ صاحب نے اپنے ذاتی نفاق کو مذہبی پیرایہ میں پیش کر کے مسلمانان اہل سنّت و شیعہ اور مولانا طاہر سیف الدین کے فرقہ میں باہمی نفرت پیدا کرانی چاہی ہے۔

باوجود میرے حنفی المذہب ہونیکے مجھکو میری انصاف پسند طبیعت اور صلح کل خیالات نے مجبور کیا کہ جو ناحق الزامات ایک محترم شریف الطبع پر لگائے گئے ہیں اُن کی مدافعت کی جاوے اور اُس اتحاد و اتفاق کی دعوت جو آج غیر قوموں کو دی جا رہی ہے اُس سے اپنی قوم خدا اور رسول کے ماننے والوں کو کیوں محروم رکھا جاوے۔

خدا کرے جس جگہ فرق اسلام کے دلوں میں تفریق نفاق گھر کئے ہوئے ہیں وہاں اتفاق اتحاد نظر آنے لگے۔ آمین ؎

چاک ہائے سینہ را دوزم بتارِ عشق خود
دوختہ گردد یا نگردد من رفوئے می کنم

والسلام مع الاکرام

(حکیم محمد حنیف ہاشمی عفرلہٗ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا۔

اکٹھے ہوکر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑلو تفرقے نہ ڈالو اللہ کی نعمت کو یاد کرو کیونکہ تم باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈالدی اور تم بھائی بھائی بن گئے۔

آیت شریف میں نعمت سے مراد اتحاد ہے۔ سرکار نے فرمایا ہی المؤمن الفٌ مالوفٌ ولاخیر فیمن لایالف ولایؤلف۔ مؤمن دوسروں سے محبت کرتا ہے اور دوسرے اُس سے محبت کرتے ہیں۔ بُری بات ہی کہ نہ کوئی دوسروں سے محبت رکھے نہ دوسرے اُس کو محبوب سمجھیں۔ اور فرمایا کہ جب دین کے دو بھائی ملتے ہیں اُنکی مثال ایسی ہی جیسے دو ہاتھ کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہی۔ ارشاد ہوا کہ عرش کے گرد نور کے ممبر ہوں گے اُنپر ایک قوم ہوگی جنکے لباس اور چہرے نور کے ہونگے وہ نبی ہونگے نہ شہید مگر نبی اور شہید اُنپر غبطہ کرینگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُنکا وصف بیان فرمائیے۔ آپنے فرمایا وہ لوگ محض اللہ کے واسطے آپس میں دوستی رکھنے والے ہیں

حدیث شریف میں ہی ان اللہ تعالی یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلھم فی ظلی یوم لاظل الاظلی۔ فرماتے ہیں تم میں زیادہ محبوب خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو اُلفت و اتحاد رکھتے ہیں فرماتے ہیں بغرض نہ صرف اللہ کے لئے دوستی و اتحاد رکھنے والے قیامت کے روز سُرخ یاقوت کے عمود پر ہونگے اُس عمود کے

سرے پر ستر ہزار لڑکیاں ہونگی جب وہ جنت والوں کو جھانکینگے تو اُنکا حُسن سورج کیطرح
چمکیگا جنت والے کہینگے کہ آؤ چلو فی اللہ دوستوں کو دیکھیں اُن کا لباس سبز دیبا کا ہوگا اور
اُنکی پیشانی پر المتحابون فی اللہ یہ ہیں اللہ کیواسطے دوستی پیدا کرنیوالے (تحریر ہوگا)

حضرت علی رض فرماتے ہیں اتحاد سے رہو اور دوستوں کو ضرور پیدا کرو کہ وہ دنیا میں
بھی کام آتے ہیں اور آخرت میں بھی کیونکہ دوزخ والے آخرت میں کہینگے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ
وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ آہ ۔ نہ کوئی ہماری سفارش کرنیوالا ہے نہ کوئی سچا دوست ہی جو ہمارا
حمایتی اور طرفدار بنے ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب فی اللہ دوستی اور اتحاد رکھنے والے
آپس میں ملکر خوش ہوتے ہیں تو اُنکے گناہ آپسمیں ایسے جھڑتے ہیں جیسے جاڑے میں پتے۔

تاریخ ایران کے کئی ہزار پچھلے ورق اُلٹ کر ہمیں اتحاد کی ایسی سنسنی خیز نظیر نظر
آتی ہی جسنے زمانے میں زمانہ بنکر انقلابِ عظیم پیدا کردیا تھا ضحاک وہاں کا ظالم و جابر بادشاہ
تھا جسکے دونوں شانوں پر دو زخم تھے اور حکیموں نے نوجوانوں کا بھیجا اُسکی دوا مقرر کی تھی
یہ دوا عرصہ تک رعیت کی دوکان سے بغیر دیت کی قیمت دئے ہوئے منگائی جاتی رہی اور
اس قول کے مصداق کہ بکری کی ماں کبتک خیر منائیگی ۔ اس مرتبہ ایک بڈھے لوہار کے بچوں
کی باری تھی جسکا نام کاوہ تھا اسکے ستر لڑکے تھے اور یہ کیانیوں میں سے تھا چنانچہ جب یکے بعد
دیگرے دو لڑکے بھینٹ چڑھ چکے تو نکمے اور نہتے بڈھے کی ضعیف رگوں میں عصبیت کا خون
سر سرانے لگا اور اُسنے اپنے درفش کو قومی نشان بنا کر اتحاد کے لئے صدائے احتجاج بلند کی
یہ علوم کرتے ہی کیانیوں کا ہر ایک فرد اُسکی طرف دوڑ پڑا گویا کہ کاوہ نے صرف اُسی کو بلایا
تھا جنگ ہونیکے بعد بالآخر قومی فتح ہوئی اور فریدوں کو تخت نشین کیا گیا اُسنے درفش کو مرصع
کرایا اور اُسکا نام درفش کاویانی رکھا۔ غرض اسی طرح اتحاد نے متحدہ ولایتوں میں ظالم
شہبازوں کے پنجوں سے بہت سے کبوتروں کی جانیں بچائی ہیں اور بڑے بڑے مقصود حاصل
کئے ہیں سہ زاتفاق مگس شہد میشود پیدا ٭ خدا چہ لذتِ شیریں در اتفاق نہاد

ہاں - عرب قدیم میں ہمیں اتحاد کی کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جسنے اپنی زمین کو پہلا آسمان ہی بنالیا ہو یا یوں کہئے کہ تاریخ کے صفحوں پر ہماری آنکھیں کام نہیں دیتیں اسلئے کہ واقفیت کی عینک کو عرصہ ہوا کہ ہمارے پاس سے گم ہوگئی ہو شاید اسکی بڑی وجہ یہ ہو کہ وہاں کوئی ایسی سلطنت ہی نہ تھی جسے اپنی ہیبت قائم رکھنے کے لئے اپنے زیر اثر لوگوں میں اتحاد پیدا کرانیکی ضرورت ہوتی یا ایسے لوگ ہی نہ تھے جنھیں سلطنت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے اپنی اجتماعی قوت سے کام لینے کا احساس ہوتا - مگر نبوت کے روشن زمانہ میں اتحاد کی بہت سی شاندار مثالیں عرب کے در و دیوار پر جلی قلم سے لکھی ہوئی نظر آنے لگیں جو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ یورپ والوں کے لئے آتالیق بنکر سبق آموز ہوئیں ،، یہ وہ وقت تھا کہ اتحاد کی ایک لہر عرب کے بے آب و گیاہ جنگل سے نکلی اور چشم زدن میں مغرب سے مشرق تک للہ المشرق و المغرب کہتی ہوئی بھی چلی گئی ،،

جب اہل مکہ خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کر رہے تھے تو سرکار کا سن شریف ۳۵ سال کا تھا اور جب وقت آیا کہ حجر اسود اپنی جگہ رکھا جائے تو قبائل مکہ کے دلوں میں پھوٹ کی تخم ریزی ہوگئی - کیونکہ ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ یہ مقدس کام میرے ہاتھوں اتمام کو پہنچے عرب کی بدویت کو سب جانتے ہیں انکی باتوں کا الجھکر سلجھنا سہل نہیں ہوتا اسلئے لڑکر اپنی جان دیدینے پر ہر شخص تلا کھڑا تھا مگر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اتحاد پیدا کرو اتحاد سے اکثر بگڑے ہوئے کام بنجاتے ہیں اور اسکا فیصلہ سرپنچ بنکر اسطرح فرمایا کہ ایک بڑی چادر میں حجر اسود کو رکھ لیا جائے اور ہر قبیلہ کا صاحب عزت سردار اس چادر کو تھام لے تاکہ تمام قبائل کے ہاتھوں پتھر اپنی جگہ پہنچ جائے اس طرح نہ فقط انمیں اتحاد کی روح پھونکدی گئی بلکہ آپکی محبت نے انکے دلوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا والا و متوالا بنالیا - اب دیکھنا یہ ہی کہ ہم نے اسپر کہانتک عمل کیا اور ہماری موجودہ حالت کیا ہے - ہماری قوم کی حالت یہ ہی کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تذلیل کے وقت نبی کریم کے فرمان عالیشان اختلاف

امتی رحمۃ کا خیال بھی نہیں کرتا اور ذاتیات کی وجہ سے کسی کو وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا کی پرواہ بھی نہیں ہوتی اور بغیر کافر بنائے اور بغیر اپنے دائرۂ اتحاد سے خارج کئے چین نہیں آتا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسی اتحاد کی ترقی کی غرض سے چاروں طرف کوشش کی پوری قوت صرف کرکے تبلیغ کیجارہی تھی آج یہ زمانہ ہے کہ اُنکو خارج کیا جارہا ہے۔ افسوس! ہ دمے دارم ہمیشہ ہمدم غم + غمے دارم ہمیشہ ہمدمِ دل۔

افسوس! کیا خیر البشرؐ نے تہتر فرقوں کی پیشینگوئی نہیں فرمائی تھی پھر کوئی بھی فرقہ ایسا ہے جو اپنے زعم اور عقیدہ میں خود کو ناری سمجھتا ہو ہم تو جانیں کہ ہر ایک فرقہ کا یہی عقیدہ ہے کہ ما انا علیہ واصحابی کے مطابق ہمیں عمل پیرا ہیں۔ احناف اہلِ حدیث کو گمراہ سمجھتے ہیں اور اہلِ حدیث احناف کو مشرک فی الرسالۃ قرار دیتے ہیں چنانچہ خاص اہلِ سُنّت میں کثیر التعداد فرقے ہیں جو اپنے آپ کو حق اور دوسرے کو باطل سمجھتے ہیں ایسی ایسی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں جو اہلِ علم پر پوشیدہ نہیں پھر کوئی فرقہ ایسا ہے جسکی حقانیت کے دوچار ہی فرقے مقر ہوں! جب آپکو رسول پاک کی پیشینگوئی کا علم تھا اور یہ بھی علم ہے کہ سب آپ ہی کی اُمت میں ہونگے پھر آپکو کیا حق ہے کہ سرکار کی پیشینگوئی کے خلاف ناحق اُن کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے پہلو تلاش کریں اور اپنے فرقہ میں اشتعال کی آگ لگاکر دوسرے فرقوں پر اُسکی چنگاریاں ڈالیں تاکہ باہمی اتحاد جلکر خاکستر ہوجائے۔

ہائے! وہ درخت اسلام جسے سبز گنبد والے باغباں نے اتحاد کے پانی سے سینچا تھا افسوس آج ہم اُس پانی کی جگہ خون گرانیکے عوض اُسکے پانی کا خون کررہے ہیں۔ (یعنی اتحاد کا)

اک وہ کہ جسنے بویا تھا بیج اتحاد کا   اِک تم کہ تم نے کاٹ دی جڑ اتحاد کی

رنج تو یہ ہے کہ پھر بھی خوش ہیں کیوں۔ کہ در عہدِ روزگاراں گل خوباں ندارد۔ بالغرض کبر حسد اور خبث باطنی کے ناجائز استعمال نے ہمیں بیمار کردیا تھا تو آخر بینی سے کام لیتے ہ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔ واعظ ہمارے عبادت گر حکیم حاذق ہمارے

علمائے کرام قانونِ شفا ہمارا قرآن مجید اور اتحاد ایک صحت بخش کڑوی دوائی یہ سب کچھ ہمکو نصیب تھا مگر واہ رے بد نصیبی۔ رگیں کھنچیں آنکھیں پتھرائیں پروا نہیں۔ مرض الموت کے پنجے میں پھنسنا ایڑیاں رگڑنا پسند اور گوارا مگر علاج ناگوار و ناپسند۔ کچھ تو ہم ضدّی تھے کچھ ہمارے معالج ہٹ کے پورے نکلے اور اب وہی مثل ہوئی کہ مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض اخبارات حامی اتحاد ملی اور صوفی منش اور مذہبی رسالجات ایک اُس فرقہ پر آنکھیں نکال رہے ہیں جو صدہا سال سے اہلِ سنت سے علیحدہ تھا اور جو فرقہ داؤدیہ بوہریہ سے مشہور ہے اور جسکے پیشوا و مقتدا جناب مولٰنا طاہر سیف الدین صاحب ہیں جو بوجہ قلیل التعداد ہونے کے زبان خلق سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے دامن کش تھا ید اللہ نے اُسکو بھی آنکھیں دیں اور اُسنے بھی محسوس کیا کہ ہم اُسی ایک درخت کی شاخ ہیں جسے خیر الانام نے لگایا تھا ہمکو اپنی دوسری شاخوں کے ساتھ تعلقات رکھنے ضروری ہیں اسلئے دوری و منافقت کی کونپلیں جو پھوٹ بنکر پھوٹ نکلی ہیں نوچ ڈالنا چاہئیں قاعدہ ہی مصیبت کے وقت یگانوں اور بیگانوں کی پہچان ہوتی ہی جنگ بلقان کا زمانہ آیا اور مولٰنا طاہر سیف الدین نے اپنے دوسرے فرقے کے بھائیوں کی امداد کے لئے درد کا مجسمہ بنکر نہ محض اپنی آپ ہمدردی کا ثبوت دیا بلکہ حق یہ ہے کہ آپکے تمام حلقہ بگوشوں نے حق ادا کردیا۔ علاوہ بریں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو سورت میں اپنی طرف سے دعوت دی نیز آپکے نائب محمد بھائی صاحب قمری نے کراچی میں طبی کانفرنس کے تمام ممبران ہند و مسلمانوں کی دعوت کی اور اتحادِ اسلامی پر پُرزور لکچر دیا۔ اور جو حضرات اہل سنت والجماعۃ آپسے ملاقی ہوئے یا ہوتے ہیں اُنسے آپ بڑی محبت سے پیش آئے اور پیش آتے ہیں۔ چنانچہ کراچی میں خود مجھکو نیاز حاصل کرنیکا اتفاق ہوا باوجودیکہ قبل ملاقات میرے خیالات ملا صاحب کی نسبت ایسے ہی تھے جیسا کہ ہماری جماعت والوں کے ہیں

کیونکہ میں بھی انھیں اہل سنت والجماعت کا ایک فرد ہوں اور میرے عقائد بھی اتم واکمل وہی ہیں مگر بعد ملاقات مجھے معلوم ہوگیا کہ ملا صاحب بذات خود نہایت خلیق غیر متعصب ہمدردِ قوم علم دوست اور عربی تعلیم کے دلدادہ ہیں خود عالم کامل ہیں خیالات اعلیٰ ہیں اور اتحادِ اسلامی پر مائل ہیں۔ فرقہ داؤدیہ کی نسبت اکثر حضرات کا خیال ہے کہ اسلام کا ایک نیا فرقہ ہے اسلئے مجھے یاد دلانا پڑتا ہے کہ یہ کوئی نیا فرقہ نہیں یہ فرقہ تقریبًا دوسو برس تک مصر میں برسرِ حکومت رہ چکا ہے۔ اُسوقت عرب شام حجاز اور افریقہ کے اُسکے تصرف میں تھا اور جو دورِ خلافت وحکومت بنی فاطمہ کا رہ چکا ہے وہ تاریخ بین حضرات سے پوشیدہ نہیں جب اصولِ زمانہ کے بموجب انکا دورِ خلافت وحکومت ختم ہوا تو اسکے ساتھ ہی مذہب میں زوال شروع ہوگیا اور کچھ لوگ مخالفین سے خائف ہوکر مصر سے نکل کھڑے ہوئے ان لوگوں نے یمن میں آکر پناہ لی اور اس طرح اپنی جان کے ساتھ ایمان بچالائے اور وہیں آزادی کے ساتھ پرورش پائی یہ فرقہ خلفائے بنی فاطمہ کو تا ایامِ خلافت مصر اپنا امام جانتا رہا اور خلیفہ یا امام کی اطاعت کو اطاعت خدا ورسول سمجھتا رہا۔ بعد انقضائے خلافت جسکو امام نے اپنی طرف سے احکام شرعیہ کے جاری کرنیکا مجاز پایا اور اُسکو اجازت دی اور قوم کو اُسکے اتباع کا حکم دیا اُسے داعی کہنے لگے اور یہ داعی اُسی طرح قوم کے حقوق بجالاتا رہا جسطرح کہ بنی فاطمہ کے خلیفہ ایک عرصہ دراز تک یمن میں داعی ہوتے رہے اور وہاں یہ مذہب بکثرت پھیلتا رہا کچھ دنوں بعد اس فرقہ کے کچھ یمنی حضرات ہندوستان میں آئے انہوں نے گجرات کی طرف تبلیغ دین کی اور اپنے فرقہ کی اشاعت بڑھائی رفتہ رفتہ اسقدر ترقی ہوئی کہ یہاں سے بغرض تحصیل علم دین یمن دارالدعوۃ جانے لگے اور وطن آکر فرقے کی اشاعت بڑھانے لگے رفتہ رفتہ یمن کے لوگوں میں علمی قابلیت کم ہوتی گئی اور اہل ہند ترقی کرتے رہے آخر کار بوجہ کمال علمی وقابلیت کے یہ دعوۃ داعی یمن کی طرف سے ایک ہندوستانی کے سپرد کردی گئی

اور اُسوقت سے آج تک جسے قریب تین سو برس کے ہوتے ہیں ہندوستان میں برابر جاری ہی - ریاست کچھ - اوجین - برہان پور - احمد آباد وغیرہ مختلف مقامات میں داعی ہوتے رہے ہیں آجکل یہ دعوت شہر سورت میں قائم ہی اور اُسکے داعی مولانا طاہر سیف الدین صاحب ہیں داعی اپنی زندگی میں اپنا جانشین مقرر کر دیتا ہے اور ہر داعی اپنے اول داعی کے قدم بقدم چلتا ہی اور اپنے دین کی خدمت اور اپنی قوم کی خبر گیری میں زندگی بسر کرتا ہے - یہ داعی اپنے سلسلۂ مذہبی کو محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق بن باقر بن عابد بن حسین بن علی الخ رسولُ رب العٰلمین تک پہنچاتے ہیں - بنی فاطمہ کو مصائب و مشاکل ہر زمانہ میں اُٹھانی پڑی ہیں اسی طرح اس فرقہ کو بھی بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا انہی مشکلات کے باعث یہ لوگ اپنے مذہبی امور اور عقائد کو نہایت پوشیدہ طور پر ادا کرنے لگے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اخفا شل عادت کے ہوگیا چنانچہ آجتک یہ عادت ہی کہ اپنے مذہبی اُمور و عقائد کو کسی غیر فرقے کے روبرو ذکر تک نہیں کرتے اور اپنے ہر ایک مذہبی کاموں کو پوشیدہ رکھتے ہیں یہانتک کہ بالفرض کوئی نماز روزہ کے بارے میں بھی اُنسے کچھ دریافت کرے توکوئی جواب نہیں دیتے جسقدر معتقد اس فرقے کے عرب عجم ہندوستان اور افریقہ میں آباد ہیں وہ سب داعی کے تابع فرمان ہیں اپنے داعی کے خلاف کرنا خلاف حکم خدا و رسول سمجھتے ہیں تمام قوم پر داعی کے اختیارات کلی ہیں دینی اور دنیاوی امور بغیر حکم داعی کے نہیں کر سکتے اوقاف پر داعی کا پورا تصرف ہوتا ہے اُسکی آمدنی غربا و بیوگان پر حسب موقع خرچ کیجاتی ہی

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بمبئی کے چند افراد نئی روشنی نے ایک مرتبہ تحریک کی کہ ملّا صاحب کو اوقاف پر تصرف کا کوئی حق حاصل نہیں ہونا چاہیئے اُسکے لئے قوم کا ہر فرد پورا استحقاق رکھتا ہے مگر قوم نے رسم قدیم کو نہ مٹایا اور ملا صاحب کی جانبداری میں تحریک کی مخالفت کرکے محرک صاحبان کو اپنی جماعت سے الگ کر دیا اور جب اعزا و اقربا کو یہ خبر لگی تو انھوں نے قوم کی طرفداری میں اُن سے اپنے برادرانہ تعلقات قطع کر لئے رفتہ رفتہ

یہ مقدمات عدالت تک پہنچے اور تمام حالات اخبار میں درج ہو کر گشت کرنے لگے اسی زمانہ میں اس فرقہ کی داعی جناب مولٰنا طاہر سیف الدین نے اپنے عقائد میں خاص اپنے فرقہ کے لئے ایک کتاب مسمّیٰ "ضوء نور الحق المبین" لکھی جسمیں اپنے خاص عقائد کا اظہار کیا۔ چونکہ ہر فرقہ اپنے عقائد میں بہ نسبت دیگر فرق کے اختلاف رکھتا ہی جسکی بدولت مخالفین کو گھر بیٹھے ایک دل لگی ہاتھ آگئی ؎

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے   میں اُسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

اور اُسکا اثر میرے قدیم مخلص مہربان خواجہ حسن نظامی تک پہنچا جنھوں نے محض اتحاد ہنود کی بنا پر کرشن بیتی کتاب لکھی اور اُسمیں ایسی ایسی من گھڑت تاویلات کیں جسکے خود ہنود بھی قائل نہیں غرض تدریج ترقی کرتے ہوئے اُسے ولی سے نبی تک پہنچا دیا۔ اور محرم نامہ یزید نامہ لکھکر تمام اہل تشیع کو خوش کر دیا خواہ اہلِ سنت کی دلشکنی ہی کیوں نہو ؎

بے اعتدالیوں سے اپنی سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہم ہوئے اُتنے ہی کم ہوئے

مگر مولٰنا طاہر سیف الدین کو اتحاد سے الگ کرتے وقت کچھ بھی پس و پیش نہوا۔ کیا خوب کہیں خود ہی تو اتحاد کا سبز باغ دکھاتے ہیں کہیں خود ہی اُسپر آرہ چلاتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش   من انداز قدت را می شناسم

یہ معلوم کر کے ہمیں کسی قدر صبر آجاتا ہی کہ ہمارے خوگر جور وجفا نے اسی پر بس نہیں کی ہی بلکہ اپنے ہی قوم کے سر برآوردہ شخص کو اعمۃ الناس کی نظروں سے گرانیکی برسوں تک بیجا کوششیں کیں اور نفسانیت کی کند چھری سے قوم کے سچے فدائیوں کو ذبح کئے جانے لگا جسکا ذبیح اور قتیل منجملہ اوروں کے ایک اپنا ہی بہی خواہ دریائے علم مولوی ظفر علیخاں بی۔ اے علیگ اڈیٹر زمیندار لاہور بھی تھا ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت   سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے دیرینہ دوست ایک میموریل پر عام طور سے مولٰنا طاہر سیف الدین کو محض بدنام کرنیکے لئے دستخط کرائے ہیں اور اسی لئے طرزِ عمل کو ہماری نئی اصطلاح میں تقلید یورپ کہتے ہیں کیونکہ امام اعظمؒ کے ہاں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی خیر کچھ بھی سہی ؎

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

ہمارے معشوق مزاج عاشق تصوف کو یہ خیال تو ضرور آتا ہوگا کہ حافظ شیرازی کا حسب ذیل شعر جو ہر ایک کے نوکِ زبان ہے کہ

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص وعام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

کوئی تدبیر ہوتی کہ اسمیں اصلاح ہوجاتی ع "جو یوں ہوتا تو بہتر تھا جو یوں ہوتا تو بہتر تھا"

حافظا گر وصل خواہی جنگ وغصہ کن مدام
با مسلماں قطع الفت با برہمن قتل عام

غرض جہانتک ہوسکا خواجہ صاحب اور دیگر حضرات نے اپنی ستم ظریفی کے تیر برسانے میں کچھ کمی نہیں کی مگر پھر بھی ملا صاحب یا اُنکے کسی عامل کی طرف سے سوائے خاموشی اور صبر کے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ باوجودیکہ علاوہ ملا صاحب کے ملا طیب بھائی صاحب سابق عامل کراچی ملا محمد بھائی صاحب قمری عامل کراچی ملا محمد یحیٰی صاحب عامل رشید پور جناب مولوی کوکب صاحب سابق عامل بمبئی ملا عیسیٰ صاحب مدرس اعلیٰ دار العلوم بوہریان سورت و دیگر علمائے قوم بوہریان جیسے قابل لوگ اس میدان کے مرد موجود تھے جنکی قابلیت و علمیت کا مجھے خود بعد ملاقات اعتراف کرنا پڑا ہے مگر اب سوال یہ ہو کہ آخر اس خاموشی کی وجہ کیا تھی جسکا جواب یہ ہے کہ اس فرقہ میں مناظرہ دینی اور بحث و گفتگو ہی ناجائز ہے چہ جائیکہ ذاتیات ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

یہ مقدمات عدالت تک پہنچے اور تمام حالات اخبار میں درج ہوکر گشت کرنے لگے اسی زمانہ میں اس فرقہ کی داعی جناب مولنا طاہر سیف الدین نے اپنے عقائد میں خاص اپنے فرقہ کے لئے ایک کتاب مسمّی "ضوء نور الحق المبین" لکھی جسمیں اپنے خاص عقائد کا اظہار کیا۔ چونکہ ہر فرقہ اپنے عقائد میں بہ نسبت دیگر فرق کے اختلاف رکھتا ہی جسکی بدولت مخالفین کو گھر بیٹھے ایک دل لگی ہاتھ آگئی ؎

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہی — میں اُسے دیکھوں بھلا کب مجھسے دیکھا جائے ہی

اور اُسکا اثر میرے قدیم مخلص مہربان خواجہ حسن نظامی تک پہنچا جنھوں نے محض اتحاد ہنود کی بنا پر کرشن بیتی کتاب لکھی اور اُسمیں ایسی ایسی من گھڑت تاویلات کیں جسکے خود ہنود بھی قائل نہیں غرض بتدریج ترقی کرتے ہوئے اُسے ولی سے نبی تک پہنچا دیا۔ اور محرم نامہ یزید نامہ لکھکر تمام اہل تشیّع کو خوش کر دیا خواہ اہلِ سنت کی دلشکنی ہی کیوں نہو ؎

بے اعتدالیوں سے اپنی سبک سب میں ہم ہوئے

جتنے زیادہ ہم ہوئے اُتنے ہی کم ہوئے

مگر مولنا طاہر سیف الدین کو اتحاد سے الگ کرتے وقت کچھ بھی پس وپیش نہوا۔ کیا خوب کہیں خود ہی تو اتحاد کا سبز باغ دکھاتے ہیں کہیں خود ہی اُسپر ارّہ چلاتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش — من انداز قدت را می شناسم

یہ معلوم کرکے ہمیں کسی قدر صبر آجاتا ہی کہ ہمارے خوگر جور وجفا نے اسی پر بس نہیں کی ہی بلکہ اپنے ہی قوم کے سربرآوردہ شخص کو اعمۃ الناس کی نظروں سے گرانیکی برسوں تک بیجا کوششیں کیں اور نفسانیت کی کند چھری سے قوم کے سچے فدائیوں کو ذبح کئے جانے لگا جسکا ذبیح اور قتیل منجملہ اوروں کے ایک اپنا ہی بہی خواہ دریائے علم مولوی ظفر علیخاں بی۔ اے علیگ اڈیٹر زمیندار لاہور بھی تھا ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے دیرینہ دوست ایک میموریل پر عام طور سے مولانا طاہر سیف الدین کو محض بدنام کرنیکے لئے دستخط کرائے ہیں اور اسی لئے طرز عمل کو ہماری نئی اصطلاح میں تقلید یورپ کہتے ہیں کیونکہ امام اعظمؒ کے ہاں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی خیر کچھ بھی سہی ۔

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

ہمارے معشوق مزاج عاشق تصوف کو یہ خیال تو ضرور آتا ہوگا کہ حافظ شیرازی کا حسب ذیل شعر جو ہر ایک کے نوکِ زبان ہے کہ

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص وعام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

کوئی تدبیر ہوتی کہ اسمیں اصلاح ہوجاتی ع "جو یوں ہوتا تو بہتر تھا جو یوں ہوتا تو بہتر تھا"

حافظا گر وصل خواہی جنگ وغصہ کن مدام
با مسلماں قطع الفت با برہمن قتل عام

غرض جہانتک ہو سکا خواجہ صاحب اور دیگر حضرات نے اپنی ستم ظریفی کے تیر برسانے میں کچھ کمی نہیں کی مگر پھر بھی ملا صاحب یا اُنکے کسی عامل کی طرف سے سوائے خاموشی اور صبر کے کوئی جواب نہیں دیا گیا ۔ باوجودیکہ علاوہ ملا صاحب کے ملا طیّب بھائی صاحب سابق عامل کراچی ملا محمد بھائی صاحب قمری عامل کراچی ملا محمد یحییٰ صاحب عامل شید پور جناب مولوی کوکب صاحب سابق عامل بمبئی ملا عیسیٰ صاحب مدرس اعلیٰ دار العلوم بوہریان سورت ودیگر علمائے قوم بوہریان جیسے قابل لوگ اس میدان کے مرد موجود تھے جنکی قابلیت وعلمیت کا مجھے خود بعد ملاقات اعتراف کرنا پڑا ہے مگر اب سوال یہ ہو کہ آخر اس خاموشی کی وجہ کیا تھی جسکا جواب یہ ہے کہ اس فرقہ میں مناظرہ دینی اور بحث وگفتگو ہی ناجائز ہے چہ جائیکہ ذاتیات ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

اسیواسطے اکثر غیر فرقوں کے منصف مزاج حق پسند لوگوں کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے اسیطرح میرا یہ بھی ایک فرض تھا جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کہ کراچی میں اس قوم کے تمام اکابرین ہمارے قومی معاملات میں حصّہ لیتے رہے ہیں اور لیتے ہیں جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں اور ہماری قوم کو اس فرقہ سے ہر طرح کی امداد ملتی ہے اگر ہماری قوم کی طرف سے اس فرقہ کے پیشوا کے ساتھ یہی طرزِ عمل رہا جواب ہی تو یہ حضرات ہمارے اتحاد سے بالکل علٰحدہ ہو جائینگے اور جو منافرت انکو زمانہ سابق میں تھی وہ پھر عود کر آئیگی اسی میں بہتری ہے کہ ہم سب ملکر رہیں کیونکہ ؎

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند　　　　که در آفرینش ز یک جوہر اند

میں اس قومی اتحاد کی بناء پر اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو اعتراضات ولی محمد اسمٰعیل سریا وہ نے جناب مولانا طاہر سیف الدین پیشوائے فرقہ بوہرہ پر کئے ہیں اُسکا جواب اپنی سمجھ کیموافق رد دوں آج ہم جو غیر قوموں کو اتحاد کیطرف دعوت دے رہے ہیں تو خدا و رسول کے ماننے والوں کو کیوں محروم رکھیں

جناب مولانا طاہر سیف الدین صاحب کی نسبت میں اپنی ذاتی معلومات اور اور چشم دید واقعات سے جو کچھ بیان کر چکا ہوں سب ناظرین پر واضح ہو چکے کہ ایسا عالم متبحر فاضل جلیل کس نیا دار اور بزرگ بھی بدگویوں کی سب و شتم و لعن و طعن سے محفوظ نہ رہ سکا اور اس علامہ روزگار کی زبردست شخصیت خفاش صفت حاسدوں کے نظر میں آفتاب کی کرنوں سے زیادہ چبھنے لگیں آخر حسد کے زہریلے پیالہ کا گھونٹ کم حوصلہ لوگوں کے معدے ہضم نہ کر سکے اور چار ناچار اعتراضات کی صورت میں اُسے اگلنا شروع کیا لیکن بمقتضائے حبك الشئ یعمی ویصم وہ کورانہ اعتراض خود بتا رہے ہیں کہ ہم حقیقت میں کوئی اعتراض نہیں بلکہ حسودوں کے قلوب سوختہ کا دھواں اور پھوٹے ہوئے جگر کے پھپھولوں کا پانی ہیں چنانچہ انصاف پسند طبیعتیں اعتراض کو دیکھتے ہی پتہ چلا لینگیں کہ معترض میں اعتراض کی قابلیت تو کہاں ملا صاحب کی عبارت

سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں اور نہ صرف عبارت فہمی ہی اُسے دشوار ہے بلکہ وہ ایک معمولی طفل مکتب سے بدتر ہے ورنہ ایسے لایعنی اعتراضات سے کبھی اپنی لیاقت کی قلعی نہ کھولتا اور ایسے زبردست فاضل کے منہ نہ آتا مگر زمانہ آزادی کا ہی۔ خدا کی شان تو دیکھو گلچری گنجی حضور بلبل شید اکرے نوا سنجی۔

ہم ملا صاحب کے ہم مشرب نہیں ہم عقیدہ نہیں صرف اپنی انصاف پسند طبیعت اسپر آمادہ کرتی ہو کہ ناحق کے الزام جو زبردستی ایک محترم شریف الطبع سلیم النفس کو لگائے گئے اپنی سمجھ کے موافق اُنکی مدافعت کریں۔ افسوس تو یہ ہے کہ کتاب "ضو نور الحق المبین" جسکی عبارت پر اعتراض کئے گئے ہیں اُسکا کوئی نسخہ ہمارے پاس نہیں جس سے ہمیں اُن عبارتوں کا جنپر اعتراض کئے گئے ہیں ماقبل اور مابعد دیکھکر پورا پتہ مل سکے اور مخالف کو دندان شکن جواب دیا جائے مگر جو عبارتیں معترض نے نقل کی ہیں اور مورد الزام قرار دی ہیں وہ بھی کسی طرح مخالف کے مدعا کو پورا نہیں کرتی۔ ہاں مصنف کی علمی لیاقت اور فطری استعداد اور ادبی قابلیت اور عربی دانی کا کافی نمونہ ہیں لیکن نہایت افسوس سے ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ معترض کو اُن عبارات کے پیش نظر ہوتے ہوئے کیونکر اس تحریر کی جرأت ہوئی کہ آپ نے اُسکی طرز تحریر پر بھی ایک ریمارک لکھ ڈالا چنانچہ فرماتے ہیں مگر اُسکو عقلی و نقلی استدلال پیش کرنیکی لیاقت نہیں آگے چلکر لکھتے ہیں لیکن ادائے مقصد کا طریقہ اُسے نہیں آتا اور جگہ جگہ ایسی گھبراہٹ اور بے ترتیبی عبارت میں پیدا ہوتی ہے کہ اُسکے ذہن اور دماغ کی ناتوانی اور اُلجھن کا اظہار ہوتا ہے۔ تعجب اور سخت تعجب تو یہ ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ اور ایسا سخت اعتراض لیکن دلیل اسپر کچھ بھی نہیں۔ کمزور دل معترض کا اتنا بھی تو حوصلہ نہو سکا کہ کتاب مذکور کا کوئی ایک جملہ ہی اپنے اس طول و طویل ادعائے لایعنی کے ثبوت میں نمونتاً پیش کرتا ے

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا ... لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

خود معترض کے اسی مراسلہ میں مذکور ہے کہ اس کتاب کے ۳۰۱ صفحے ہیں تو کیا اتنی ضخیم کتاب میں سے نظیراً اُسے ایک جملہ نہ مل سکا جسے پیش کرکے کچھ تو اپنی اشک شوئی کرتا۔ حالانکہ ملا صاحب بلحاظ بلاغت و براعت و ادبیت و عربیت ضرور اس قابل ہیں کہ انکی تحریر پر فضلائے تحریر کے صف اوّل میں جگہ دیجائے مگر سچ ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است
گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

اسوقت ہمارے پیش نظر معترض ولی محمد اسمٰعیل مہر یا وہ گا وہ مراسلہ ہے جو انھوں نے رسالہ اُسوۂ حسنہ دہلی میں شائع کرایا ہے ہم اُس مراسلہ کے اعتراض اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرکے ڈھول کا پول کھولے دیتے ہیں۔ اور مصنّف اور معترض کا محاکمہ ناظرین انصاف پسند کی ذات پر چھوڑتے ہیں مثلاً مہر یا وہ صاحب اسی مراسلہ اُسوۂ حسنہ میں جلی قلم سے ایک سُرخی لکھتے ہیں

(۱) لفظ سنّت کی تحقیر

اور اسکے ثبوت میں ملا صاحب کی عبارت پیش کرتے ہیں:۔

وانتبهوا من سنة الغفلة پھر خود ہی اپنا خود ساختہ ترجمہ ارشاد فرماتے ہیں:
اور بچو غفلت کی سنت سے یہاں سنت کے لفظ کے بعد غفلت کا لفظ محض سنت کی حقارت کے لئے استعمال ہوا ہو۔ انتہی کلامہ

اب ذرا عربی داں اصحاب ذرا سی توجہ مبذول فرما کر معترض کی لیاقت کی داد دیں کہ لفظ سِنَة بکسر السین وتخفیف النون کو بضم السین وتشدید النون سُنَّة پڑھا اور سولی کا پھاوڑا بنا کر دکھانا چاہا حالانکہ جناب ملا صاحب نے سِنَة الغفلة نہایت موزوں اور باقاعدہ موافق مستعملہ فصحائے عرب لکھا ہے جسکا صاف بلا تردد و فکر یہ ترجمہ ہوگا کہ "غفلت کی نیند سے چونکو" اگر معترض کو ذرا بھی عربیت پر عبور ہوتا تو کبھی کا

دیکھ چکا ہوتا کہ عرب کے متعدد فصحائے بلاغت شعار اور بلغائے فصاحت دثار نے اس لفظ کو بعینہ بدیں بندش و ترتیب اپنے معرکۃ الآرا خطبات میں اسی مقدمہ نوم و خواب کے معنی میں استعمال کیا ہے اور اگر سریاوی صاحب دسترس اُن خطبات تک نہیں ہوئی تھی تو کیا کوئی مترجم حمائل شریف بھی اُنکے پاس نہ تھی اگر نہ ہو تو کسی سے پانچ منٹ کے لئے مستعار ہی لیکر آیۂ مبارک آیۃ الکرسی کی با وضو تلاوت فرماکر پہلی ہی سطر کے ترجمہ کو غور سے پڑھ لیں لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ جب دیکھ چکیں تو حمائل شریف لئے ہوئے ہی اپنے اس لمبے چوڑے اعتراض کی خود ہی داد دیں اور اس معاملہ میں جو ایک ناکردہ گناہ کو آپ نے زبردستی پھانسنا چاہا ہے صدق دل سے رجوع فرماکر اپنی غلطی کا کھلے لفظوں میں اعتراف و اظہار کریں ورنہ آپ جانیں فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ

چونکہ کلام معجز نظام حضرت باری عز اسمہٗ سے ثبوت مل چکا اسلئے مجھے فصحا کی کلام پیش کرنیکی دردسری کی ضرورت نہیں رہی اسلئے کہ فصاحت و بلاغت کی انتہائی حد اعجاز ہے اور جب کلام معجز کا آئینہ آپکی پیش نظر ہے تو اپنی خوبصورتی و بدصورتی کو آپ اُسمیں بخوبی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اسپر بھی اگر آپ کو ملا صاحب کی اس تحریر خاص میں کوئی قباحت نظر آوے تو ہم بجز اسکے اور کیا کہہ سکتے ہیں ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

منجملہ تنزل سے بھی ملا صاحب کی عربیت کی کافی داد مل رہی ہے۔ ہاں تاہم معترض صاحب کی آسانی کے لئے علم لغت سے بھی استشہاد پیش کئے دیتے ہیں کبھی ایسا نہو کہ ہمیں دیکھکر مترجم پر بھی اعتراض کر بیٹھیں کہ اس مترجم نے سِنَة کا ترجمہ نیند یا اونگھ سے کیوں کیا ملاحظہ ہو مجمع الانوار جلد دویم۔ لا تاخذہ سنة نعاس وھو ما یتقدم النوم من الفتور قیل السنة تثقل فی الرأس والنعاس فی العین والنوم

فی القلب ۔ شمس اللغات صفحہ ۲۴۴ سنۃ بفتحتین تنگ سالی وبکسر نون مرد
اندک خیر وانچہ پیغامبر وصحابہ براں عمل فرمودہ اند وبالکسر مقدمہ خواب ۔

اب ہم حق ینوش مناظرین کی خدمت میں اتنا عرض کرنیکی جرأت اور کرینگے کہ
سریاوی صاحب کا یہ اعتراض ملا صاحب پر اگر دیدہ دانستہ ہے یعنی قصداً اس لفظ
کو سمجھتے ہوئے تحریف کر کے سُنَّت پڑھا ہے تو کتنی بڑی خیانت ہے اور خلق اللہ کو کیسا مغالطہ
دیا گیا اور ایک ناکردہ گناہ پر کیسا اتہام رکھا ہے اس صورت میں سریاوہ صاحب
نہ صرف ملا طاہر سیف الدین کے ہی مواخذہ دار ہیں بلکہ اُنھوں نے پبلک کو بھی دھوکے
میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اس طریقہ سے عوام کے اغوا کا الزام بھی اُنکے ذمہ ہے
اور اگر نادانستہ یہ صورت پیش آئی تو گو اُنکی نیک نیتی مسلم ہو مگر اُنکی لیاقت کی قلعی ضرور
کھلتی ہے اور پبلک معلوم کر سکتی ہے کہ جب ہمارے وکیل کو یہ ٹھوکریں لگتی ہیں تو جس اہم
کام کا اُسنے بیڑا اُٹھایا ہے وہ کہاں تک اسے انجام کو پہنچا سکتا ہے ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

یہ تو اُنکا ایک اعتراض ہم نے اُنکی ناواقفیت کا نمونہ دکھانے کو پیش کیا تھا اور بحمد اللہ
اُسکا معقول جواب بھی ساتھ ہی دیا گیا ۔ آگے چلکر تو آپ یہ بھی معلوم کرینگے کہ ان حضرات
کو تو اپنے گھر کی بھی کچھ خبر نہیں ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ۔۔۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ اُسوۂ حسنہ جیسے مذہبی رسالہ میں یہ مراسلہ شائع ہوا
اور مدیر کی جانب سے اسپر کچھ نوٹ نہ لیا ۔ خیر اسی پر بس ہوتا تو غنیمت تھا کہ متانت اور
خاموشی سے چھاپ دیتے اور کسی مصلحت سے لب کشائی نہ کرتے مگر وہاں تو یہ غضب
ہے کہ مراسلہ نویس کے ساتھ کافی ہمدردی کی گئی ہے اور پوری پوری ہم آہنگی و
ہم نوائی ہے ؎ عندلیب ملکے کریں آہ و زاریاں ۔۔۔ تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

چنانچہ اسی رسالہ کے شروع صفحات میں جو تبصرہ لکھا گیا ہو جسکی سرخی "داعی امام
یا حریف اسلام" ہے دل کھولکر ملا صاحب کو ناگفتنی کہہ گئے ہیں اور ہم آہنگی کی کافی
داد دی ہے۔ خیر یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ تبصرہ کس مصلحت سے لکھا گیا ضرور اسمیں
کوئی راز مضمر ہے ؎

چرخ کو کب ہو سلیقہ یہ ستمگاری میں — کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

لیکن کاش اگر وہ حق اڈیٹری ادا کرتے اور اپنا فرض ضروری محسوس کرتے تو ہمیں
اتنی شکایت پیدا نہوتی۔ ایک آزاد قلم کو کون چیز مانع ہو سکتی اگر وہ اس مغالطہ پر روشنی
ڈالتے جو اس اعتراض میں معترض سے قصداً یا نادانستہ ہوا ہے اور اس طرح سے
دو سطر کا نوٹ لکھکر کم از کم اپنے فرض منصبی سے کچھ تو سبکدوش ہو جاتے۔ اس صورت
میں انکی اجرت طبع میں بھی کوئی فتور نہ تھا اور نہ کسی دوسرے نقصان کا اندیشہ تھا

اسی ذیل میں ہم اڈیٹر الامداد کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ گو انھوں نے
ایک مراسلہ انہیں سریاوہ صاحب کا چھاپا ہی جسکا مضمون اس مراسلہ سے مخالف ہی
اور وہ بھی تمام و کمال ملا صاحب پر اعتراضات سے مملو ہے۔ اور اس سے پہلے اڈیٹر نے اپنی
جانب سے ایک تمہیدی وسیع مضمون لکھا ہی۔ تاہم انہے سریاوہ صاحب کے مراسلہ
میں جابجا سرہلایا ہی اور مختصر نوٹ لکھکر کچھ تو اڈیٹری کا فرض ادا کیا ہے۔ مثلاً سریاوہ
صاحب اپنے مراسلہ میں لکھتے ہیں۔ کیا سنی کیا شیعہ دونوں فریق اس بارہ میں متفق
ہیں۔ اسپر اڈیٹر الامداد حاشیہ پر نوٹ لکھتا ہے۔ یہ صحیح نہیں کیونکہ شیعہ اقرار امامت
ائمہ کو بھی جزو ایمان کہتے ہیں۔ لیکن اڈیٹر صاحب اسوۂ حسنہ نے تو ایسا کرنا بھی فرض
ہم آہنگی کے خلاف سمجھا۔ اگر یہ اعتراض سنۃ الغفلۃ اس مراسلہ میں بھیجا گیا ہوتا
جو الامداد میں شائع ہوا تو تعجب نہیں کہ اڈیٹر الامداد اسپر بھی کچھ نہ کچھ لکھتا۔

اب ہم اڈیٹر اسوۂ حسنہ کی اس خاموشی اور پھر تبصرہ میں سریاوی صاحب

کی ایسی پرجوش تائید کو دیکھکر سہرایا حیرت ہیں اور چونکہ ہم اڈیٹر مذکور کی طرف سے بالکل صاف باطن ہیں اور اُسکو ایک قابل اور لائق اڈیٹر خیال کرتے ہیں اسلئے ہم سے کوئی بات بنائے نہیں بنتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اڈیٹر مذکور عربیت سے ناآشنا ہے تو اسے بھی ہمارا دل کسی طرح گوارا نہیں کرتا کیونکہ جہانتک ہمارا علم ہے اڈیٹر مذکور عربیت میں کافی استعداد رکھتا ہے اگر ہم چند منٹ کے لئے اپنے خیال کی تغلیط اور تردید بھی کردیں اور اڈیٹر مذکور کے سبکدوش ہونیکے لئے عربی سے ناواقف ہونے کو وسیلہ ٹھہراتے ہیں تو پھر اور بھی غلیظ صورت میں نمایاں ہوکر حملہ کرتا ہے کہ ایک ایسی کتاب کے بارہ میں جو از سرتاپا عربی میں ہے ایک ایسا شخص جو عربی سے ناآشنائے محض ہے کیا حق رائے زنی رکھتا ہے۔

خیر اب ہم ان معترضہ حجابوں کو چھوڑکر اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(۲) شرک اول کا جواب

سریاوہ صاحب اپنے اُسی مراسلہ میں جو اُسوۂ حسنہ میں طبع کرایا ہی لکھتے ہیں "مصنف کو شریعت اسلام کے نکات و آداب کا بھی علم کم معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسنے جگہ جگہ بیشمار غلطیاں عقائد جمہور کے خلاف کی ہیں مثلاً لغت لکھتے وقت صفحہ ۴ پر لکھا ہی و تصرف علی ارادتہ القضاء والقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ پر قضا و قدر کا تصرف تھا یہ فقرہ شجر و حجر و مدر کے قافیہ کی رعایت سے لکھدیا ہی کیونکہ انکو ہم قافیہ لفظ نہ ملتا ہوگا ورنہ عقائد اسلامیہ کی رو سے یہ کہنا شرک ہی کہ رسول اللہ صلعم کا ارادہ قضا و قدر کی شان رکھتا تھا کیونکہ قضا و قدر کا تصرف خدا کی شان سے ہوتا ہے" انتہی کلامہ

ناظرین سریاوی صاحب کی یہ عبارت بڑی دلچسپی اور غور سے دیکھنے کے قابل ہی

ع بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ناظرین میری خاطر سے سرپاوی صاحب کے ترجمہ پر پھر مکرر نظر ڈالکر دیکھیں قطع نظر اس سے کہ اُنھوں نے یہ ترجمہ غلط کیا ہی یا صحیح بہر حال اُنکے ترجمہ سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ قضا و قدر کا تصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ پر تھا کیونکہ ترجمہ کے یہ الفاظ ہیں "آنحضرت صلعم کے ارادہ پر قضا و قدر کا تصرف تھا" ہاں اگر یہ ترجمہ کرتے کہ آنحضرت کے ارادہ کو قضا و قدر پر تصرف تھا تو اُنکا اعتراض بجا ہوتا اور یہ لکھنا درست تھا کہ قضا و قدر کا تصرف خدا کے ارادہ سے ہوتا ہی۔ آپکے ترجمہ کے موافق تو خود ملا صاحب کے کلام سے بھی یہی ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کے ارادہ پر قضا و قدر کا تصرف تھا پھر آپکے اور ملا صاحب کے عقیدہ میں فرق ہی کیا رہا اور آپکا یہ لکھنا کہ یہ کہنا شرک ہے الخ آپکو بھی اپنے آغوشِ شفقت میں لیتا ہی یا صرف ملا صاحب ہی سے کچھ خصومت ہی یہ تو ہمارا الزامی جواب محض سرپاوی صاحب کے ترجمہ کو پڑھکر ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سرپاوہ صاحب کا یہ لکھنا کہ عقائدُ اسلامیہ کی رو سے یہ کہنا شرک ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قضا و قدر کی شان رکھتا تھا۔ کہانتک واقعیت پر مبنی ہی اور علمائے اسلام نے اسبارہ میں کیا کیا خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔

دیکھو رسالہ الامن والعلی مصنفہ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بارہ حدیثیں کہ نبی صلعم کو اختیار و تصرف کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

میں بخوف طوالت نہیں لکھتا رسالہ مذکور میں سب بترتیب مذکور ہیں۔ ایک حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں قبض محمدؐ علی الدنیا کلہا لم یبق خلقٌ الا دخل فی قبضتہٖ۔ اسی رسالہ میں فرماتے ہیں۔ قیامت میں کل اختیارات حضور کو ہیں مدارج میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ دراں روز ظاہر گردد کہ وے

صلعم نائب ملک یوم الدین است روز روزِ او و حکم حکم او بحکم رب العالمین۔
مذکورہ بالا رسالہ میں امام قسطلانی سے نقل کیا ہے فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے اس عبارت کے بعد مذکورہ بالا امام قسطلانی نے دو شعر لکھے ہیں پچھلا شعر یہ ہے ؎

اذا رام امرا لا یکون خلافہ ولیس لذلک الامر فی الکون صارف

وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اُسکا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں کوئی اُنکے حکم کا پھیرنے والا نہیں
امام قسطلانی کی اس تحریر کے بعد مولانا بریلوی لکھتے ہیں۔ ہاں کیونکر کوئی اُنکا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھر سکتا لَا رَادَّ لِقَضَائِہٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔
بعد ازیں بخاری و مسلم کی حدیث کے اس جملہ سے ما اری ربک الا یسارع فی ھواک اور حدیث یا ابن اخی ان ربک لیطیعک سے اپنی تحریر کی تائید لاتے ہیں صفحہ ۱۲۰ میں ملا علی قاری کی عبارت نقل کرتے ہیں یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکّنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔ صفحہ ۱۲۶ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ از اطلاق سوال کہ فرمود سَل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔
اب ہم سریاوہ صاحب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ شوق سے ملا طاہر سیف الدین کی اس عبارت کا و تصرف علی ارادتہ الفضاء والقدر یوں ترجمہ کرلیں۔ آنحضرتؐ کے ارادہ کے موافق قضا و قدر تصرف کرتی ہے اور پھر یہ بتائیں کہ فاضل بریلوی

کے اس جملہ میں (کہ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہی) اور ملا صاحب کی تحریر میں کیا فرق ہے۔

اور نزہتہ المجالس میں عبدالرحمٰن صفوی شافعی نے ابن جوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے جو یہ حدیث نقل کی ہے کل احد یطلب رضائی وانا اطلب رضائک ملا صاحب کی تحریر اس حدیث کا آئینہ ہے یا کچھ اور۔ شاید سرپا وہ صاحب کو عارف رومی کا یہ شعر یاد نہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اگر اس شعر کا خیال نہ تھا تو کلام پاک کے اس مبارک ارشاد کو کیسے بھولے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یہ سرپا وہ صاحب کا وہ چوٹی کا اعتراض تھا جسکو انھوں نے ملا صاحب کے مشرک بنانے میں سب سے اول مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ ہائے وہ یہ نہ سمجھے کہ جس سرزمین کو میں اس لاپرواہی سے ٹھکرا کر چل رہا ہوں وہاں سیکڑوں مقدس روحیں مدفون ہیں اور میرا یہ اوچھا تیر چھاوا میرے بزرگوں کے بزرگوں پر ہو رہا ہے اور بہ فحوائے فقد بلغ باحد ھمااز آں می خیزد و براں می ریزد کا مصداق بنتا ہوں۔ شاید سوچ لیا ہوگا ؎

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام　　بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

غرض تو مخالفت سے ہے جس طرح بھی ممکن ہو کیونکہ جب مخالفت ہی کی ٹھن گئی تو حق و باطل سے مطلب کیا۔

اس جواب کے تتمہ میں اپنے فاضل مہربان مدیر رسالہ اسوۂ حسنہ کو بھی یہ نیک توجہ دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ مولانا بریلوی وہی اعلیحضرت قبلہ ہیں جو نہ صرف آپ ہی کے نزدیک ایک مسلم الثبوت اہل سنت کے عالم ہیں بلکہ آپکا تمام خاندان اُنکے معتقدین خاص ہونے اور حلقہ بگوشی پر فخر کرتا ہے۔ اب آپ مختار ہیں خواہ رد کریں یا قبول۔ ہم نے آپکو اپنی نیک نیتی کی بنا پر صلاح خیر پر متنبہ کر دیا ہے ؎ گر نیاید بگوشِ رغبت کس

بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

(۳) دوسرے شرک کا جواب

اب ناظرین معترض صاحب کی اس سے بڑھکر لاعلمی ملاحظہ فرمائیں کہ ملا صاحب پر ایک شرک کا الزام تو یہ لگایا تھا دوسرا شرک اس سے بھی عجیب بلکہ عجب العجاب تحریر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے دوسرا شرک اس کتاب کے صفحہ ۵ پر حضرت علی کی تعریف کرنے میں ملا صاحب نے لکھدیا ہی ھوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم یہ کھلا ہوا شرک ہی کیونکہ قرآن شریف کی یہ آیت صرف ذات الٰہی کی شان میں آئی ہے کوئی بندہ یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اُسکو اول و آخر ظاہر و باطن کہیں اور اُسکو ہر چیز کا عالم قرار دیا جائے۔ انتہی

افسوس صد افسوس ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ است　　نبرندش بکارگاہ حریر

کاش سریادی صاحب نے مدارج النبوۃ کے پہلے صفحہ کی چار ہی سطریں دیکھ لی ہوتیں تو وہ ملا صاحب کی آڑ میں حضرت شیخ عبد الحق دہلوی جیسے محدث کو مشرک نہ بناتے۔ اب ہم سریادہ صاحب کی خاطر وہ عبارت خود نقل کرتے ہیں

ھوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائے الٰہی است تعالیٰ وتقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود بداں خواندہ و ہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی کہ وے سبحانہ او را بداں التسمیہ و توصیف نمودہ

اب فرمائیے آپکا اجتہاد تو یہ تھا کہ یہ آیت صرف ذات الٰہی کی شان میں آئی ہے اور شیخ لکھتا ہی کہ ہم متضمن نعت وصف حضرت رسالت پناہی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کوئی بندہ یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اُسے اول و آخر کہیں الخ اور شیخ فرماتے ہیں کہ وے سبحانہ

اور ابدان تسمیہ و توصیف نمودہ - کہنا درکنار شیخ تو یہ کہتا ہے کہ یہ سب نام حضور اکرم کے ہیں اور اسکے بعد آپکی اولیت و آخریت و دیگر جملہ اوصاف کو بڑی شرح و بسط سے ثابت کیا ہے ہم بخوف طوالت نقل نہ کر سکے لیکن مدارج النبوۃ کوئی ایسی کتاب نہیں کہ آپکو دستیاب نہ ہو سکے - اسکے ابتدائی چند صفحات کا مطالعہ فرما کر پھر اپنے اس اعتراض کی خود ہی داد دیجئے - صرف فرق اتنا ہے کہ ملا صاحب نے حضرت علی کی تعریف میں لکھی ہیں مگر آپ کا اعتراض تو محض اس بنا پر ہے کہ یہ اوصاف غیر ذات الٰہی کے لئے کیوں لکھے گئے

فاعتبروا یا اولی الابصار

واقعی سریادی صاحب کی لاعلمی تو اسدرجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اُسے دیکھکر ترس آتا ہے مگر سہ قابلِ رحم ہے اُس شخص کی رسوائی بھی پردہ پردہ ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے اب بجز اسکے ہم سے اُنکے ساتھ کیا ہمدردی ہو سکتی ہے کہ اُنھیں یہ مشورہ دیں کہ آیندہ وہ کسی ادنیٰ مسلمان کے مشرک بنانے کی بھی جرأت نہ فرماویں - اور تلافی مافات کے لئے ایسے مغالطہ سے رجوع کریں -

(۴) تیسرے شرک کا جواب

اب لیجئے تیسرا شرک سُنئے - فرماتے ہیں کہ صفحہ ۹ پر ائمہ کی توصیف کرتے وقت انکو للخلائق ارباب (ائمہ خلقت کیلئے خدا ہیں) لکھا ہے جو انکی تعریف نہیں بلکہ اُنکی ارواح کو صدمہ پہنچاتا ہے اور ایک کھلا ہوا صریح شرک بوہروں کی قوم کو سکھاتا ہے - انتھیٰ

لاحول ولا قوۃ الا باللہ - حضرت! یہ آپکا قصور نہیں آپکی لاعلمی کا فتور ہے جس میں آپ ہمیشہ سے معذور رہے ہیں -

سریادی صاحب ہم کہاں تک آپکا یہ رونا روئیں آپ شرک کی گٹھری باندھے بیٹھے رہتے ہیں اور موقع بیموقع آنکھیں میچیں اور منہ کھولدیا آپکو پہلے لغت میں رب

کے معنی کی تحقیق کرنی چاہیے تھی کہ اس لفظ کے کیا کیا معنی ہیں اور طریق استعمال کیا ہے
قرآن و احادیث میں اسکا استعمال کن کن معانی کے لئے ہوا ہے۔ ہم یہ ضرور تسلیم کرتے
ہیں کہ رب کے معنی خدا اور پروردگار کے ہیں مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ لفظ رب اور
کسی معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔

صاحب صراح لکھتے ہیں ویقال للصاحب الرب وللاخ الکبیر
اسکی تائید میں آیت پیش کرتے ہیں فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ ای انت و ہارون بدلیل
قولہ تعالیٰ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ اس سے معلوم ہوا کہ کلام پاک
میں لفظ رب بمعنی برادر معظم مستعمل ہوا۔

شمس اللغات صفحہ ۲۶۸ رَبّ بالفتح والتشدید خداوند و پروردگار و آفرینندہ
و اصلاح آرندہ و یار و برادر بزرگ و آموزندہ۔

کیوں صاحب کیا ائمہ حضرات خلائق کے مصلح نہیں یار نہیں آموزندہ نہیں کیا
آپ ان حضرات کو برادر بزرگ کا مرتبہ دیتے ہوئے بھی الکساتے ہیں۔ یہ کیا ضرور ہے کہ
آپ انھیں پروردگار ہی بنائیں مگر اسکا کیا علاج دشمن آں بہ کہ نیکی نہ بیند۔

مشکوۃ شریف کی حدیث میں ہے ان تلد الامۃ ربتہا یہاں رب سے مراد
مولی ہے۔

ایک حدیث میں ہے حتی یلقاہا ربہا یہاں رب سے مراد مالک ہے۔

سورہ یوسف میں ملاحظہ ہو اُذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ یہاں مراد بادشاہ سے ہے
اور بھی اسی سورت میں یہ لفظ بدیں معنی مستعمل ہوا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ یہ لفظ
بمعنی پروردگار زیادہ مستعمل ہوا اسلئے تاوقتیکہ قرینہ نہو دوسرے معنی میں اسکا استعمال
مناسب نہیں اور قرینہ کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں کبھی مضاف الیہ قرینہ ہوتا ہے
جیسے حتی یلقاہا ربہا میں ہے کبھی یہ صورت ہوتی ہے کہ مضاف الیہ غیر اموال میں سے

ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ رب سے مراد مالک ہے الغرض جہانتک آپ اس مسئلہ میں
تحقیق کی نظر سے چھان بین کرینگے یہی نتیجہ نکلیگا کہ قرینہ جب موجود ہو تو لفظ رب مالک
مصلح آموزندہ وغیرہ کے معنی میں بھی استعمال ہو سکتا ہے گو اسکا استعمال بلا اضافت
دیگر معنی میں قلیل ہو۔ اسی لئے صاحب مجمع بحار الانوار فرماتے ہیں الرب لغۃ المالك
والسید والمدبر والمربی والمتمم والمنعم ولا یطلق غیر مضاف الا
علی اللہ الا نادراً۔ دیکھئے استثناء کے بعد پھر استثناء کیا الا نادراً اس سے
مقصود یہی ہے کہ قرینہ موجود ہوتے ہوئے کوئی حرج نہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب سرپادہ صاحب کو خود خبر ہے کہ ائمہ کے بارہ میں لکھا ہے
تو بحث فضول ہے آپ مولیٰ سید مربی آموزندہ وغیرہ جو مناسب سمجھیں مقرر
کرلیں۔ خواہ مخواہ کیوں کسی کو مشرک بناکر مورد الزام بنتے ہیں۔

(۵) چوتھے شرک کا جواب

چوتھے شرک کے بیان میں معترض صاحب نے یہ بڑی مہربانی کی ہے کہ اُسے شرک خفی
بتایا۔ معلوم ہوتا ہے سرپادہ صاحب کے پاس جو شرک کی گٹھری تھی کچھ ہلکی ہوگئی اور یہ
اعتراض محض اس بنا پر کیا ہے کہ ملا صاحب نے امام غائب پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری بتایا
ہے جسطرح بے دیکھے خدا کا ماننا۔ اسپر فرماتے ہیں کہ خدا کے ساتھ بندہ کو شریک کرکے
مثال لانا شرک خفی ہے وہ نہیں سمجھے کہ تشبیہ میں صرف وصف خاص میں مماثلت
مقصود ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ زید کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے جیسا شیر کو سمجھتے ہو تو مطلب
یہ ہوتا ہے کہ وہ بہادر شیر کی طرح ہے یہ ہرگز اُسکا مطلب نہیں ہوگا کہ اُسکے دانت اور
کیلے اور چہرہ بھی شیر کا سا ہے اُسکی دم بھی ہے اور پنجہ بھی وہ ایسا ہی گندہ دہن اور بدبو
ہے جیسے شیر ہوتا ہے کیونکہ مشبہ بہ میں ہمیشہ تمثیل وصف مشہور سے ہوتی ہے

نہ کہ جملہ اوصاف سے یہاں بھی تمثیل ایمان بالغیب کی ہی کہ خدا کو بھی بلا دیکھے ماننا ہی اسیطرح امام غائب کو بھی۔ اسمیں آداب توحید کے خلاف کیا بات ہے۔ آپ ہی فرمائیے آخر یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ میں بھی تو ایک ہی لفظ میں تمام مغیبات کو لے لیا ہے جسمیں خدا اور جنت و دوزخ صراط حشر نشر وغیرہ جنپر ایمان بالغیب ہے سبھی داخل ہیں تو کیا معاذ اللہ یہ جملہ بھی آداب توحید کے برخلاف رہیگا۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو سر یادہ صاحب کے قول کے مطابق یہ زیادہ خلاف ہوگا کیونکہ ملا صاحب نے تو تمثیل اور تشبیہ سے کام لیا ہے اور تشبیہ اول تو وصف خاص میں ہوتی ہے پھر اُس وصف خاص میں بھی مشبّہ بہ قوی ہوتا ہے اس توازن سے بھی اگر دیکھا تو رجحان مشبّہ بہ کی طرف رہیگا۔ مگر یہ ایسے نکات ہیں کہ معمولی نظروں کی وہانتک رسائی کم ہے اور خصوصًا ایسی حالت میں جبکہ عیب چینی خوردہ گیری کی نظر سے دیکھا جا رہا ہو۔

(۶) پانچویں شرک کا جواب

اسکے بعد سر یادہ صاحب پانچواں شرک لکھتے ہیں اور ملا صاحب کے اس جملہ پر کہ قدرتہ قاھرۃ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قدرت کا لفظ بھی ذاتِ الٰہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اسے بھی شرک خفی بتاتے ہیں۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ معترض صاحب اتنے اہم دعوے کو کیوں اس طرح بے دلیل چھوڑ جاتے ہیں اور کسی لغت یا محاورہ عرب سے اپنا استشہاد پیش نہیں کرتے۔ اگرچہ حسب قاعدہ اسکا ثبوت دینا اُنکا ذمہ ہے مگر چُپ کو بولنا بنانا بولنے کی زبان پکڑنے سے بھی مشکل ہی اسلئے مجبورًا ہم خود ہی ایسا ثبوت حدیث سے پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ قدرت کا لفظ بندہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حدیث استخارہ ملاحظہ ہو اور اس جملہ پر غور فرمایا جائے استقدرک بقدرتک اس جملہ کے معنی صاحب مجمع بحار الانوار لکھتے ہیں ای اطلب منک ان تجعل لی

علیہ قدیرہ۔ یہاں حضور اکرم نبی صلعم خود بندوں کو تعلیم فرماتے ہیں کہ وہ خدا سے سوال کریں کہ مجھے اس کام پر قدرت عطا فرما کیا حضور بجائے اس لفظ کے اسی مقصود کو دوسرے لفظوں سے ادا نہیں فرما سکتے تھے یقیناً پھر لفظ استقدرک کا تعلیم فرمانا صاف سریاوہ صاحب کی لاعلمی کو ظاہر کرتا ہے جسکا رونا ہم برابر رو رہے ہیں۔

(۷) چھٹے شرک کا جواب

اسکے بعد تو سریاوہ صاحب کا دبا ہوا غصہ کھولتی ہوئی ہنڈیا کی طرح پھر جوش میں آیا ہے اور ملا صاحب کی ایک عبارت جو صفحہ ۵۳ پر ہے لکھکر اسکو فرعونی اور نمرودی دعوائے خدائی سے بھی بڑھکر بتایا ہے اور صاف شرک قرار دیا ہے کہ اس عبارت میں ملا صاحب نے اپنی ذات کو خدا رسول وصی امام سے بھی بڑا اور ضروری قرار دیا ہے۔

مگر یہ ملا صاحب پر ناحق اتہام ہے عبارت خود معترض نے نقل کی ہے ہم منصف ناظرین کی خاطر معترض کے مراسلہ سے نقل کرتے ہیں:۔

فمن زعم ان معرفۃ نبیہ او وصی نبیہ او امام زمانہ تکفیہ دون معرفۃ داعی او انہ ضل عن قصد السبیل الخ۔

اس عبارت میں ملا صاحب نے فرقہ بوہرہ کے عقائد اور اپنے خیال کے موافق یہ لکھا ہے کہ اپنے زمانہ کے داعی کے پہچانے بغیر نبی اور وصی اور امام زمان کی پہچان کافی نہیں اسکا یہ ہرگز منشا نہیں کہ داعی اُن سے بڑھکر ہے اور سریاوہ صاحب نے یہی عبارت معہ ماقبل وما بعد جو رسالہ الامداد میں شائع کرائی ہے اُس سے خود مفصل پتہ ملجاتا ہے مگر ان حضرت کو تو حافظہ ہی نہیں اسکا ہمارے پاس کیا علاج ہے ہمیں یاد دلا دینگے ملاحظہ ہو۔

ملا صاحب اپنی ذات کے بارہ میں لکھتے ہیں ھو اخوکم واقل عبید اماماکم یعنی میں تمھارا بھائی اور تمھارے اماموں کا ادنیٰ غلام۔ کیا اتنی واضح تصریح کے موجود

ہوتے ہوئے بھی سہریا وہ صاحب چاند پر دھول اُڑائینگے باقی اُنکے عقائد ہیں جو آیندہ بیان کرینگے

(۸) شرک رسالت کا جواب

اب اشراک باللہ کو ختم کر کے سہریا وہ صاحب شرک فی الرسالہ دکھلانے پر اترے ہیں فرماتے ہیں صفحہ ۳۵ پر ہے وان امام زمانکم محلہ من اللہ بمحلے الرسول اس عبارت میں امام کو رسول کہا گیا جو رسالت کا شرک ہے۔ مگر ہم پھر وہی کہینگے کہ میاں جو ناگدھی صاحب ٹھوکریں نہ کھائیے۔ چلئے سنبھل کر دیکھکر۔ چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھکر۔ رسول کہاں کہاں محل رسول۔ جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ امام زمانہ نائب رسول ہوتا ہی پھر بھلا اسمیں کیا شرک ہوا یہ تو ہر عالم متبع سنت کو اہل اسلام میں کہنے کا دستور ہے۔ پھر اگر فرقہ بوہرہ جسکے عقائد میں امام زمانہ اور داعی کی شخصیت علماء سے بہت بالاتر ہے اگر نائب رسول ہونیکے قائل ہوں تو کیا تعجب ہی مگر آپ اپنی اس پرانی خصلت سے ضرور مجبور ہیں کہ اپنے مغالطہ میں عوام کو ضرور شریک کرنا چاہتے ہیں۔

(۹) دوسرے شرک رسالت کا جواب

بعد ازیں آپ دوسرا شرک فی الرسالہ تحریر فرماتے ہیں کہ صفحہ ۳۴ میں وانّ وصیّہ امیر المومنین علی نظیرہ فی تمامہ وکمال۔ اسکو آپ لکھتے ہیں بالکل صاف شرک فی الرسالت ہی مگر ہم پھر وہی کہینگے ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

عبارت مذکورہ بالا کا مطلب ہماری سمجھ کے موافق تو یہ ہے کہ حکم برداری رسالت و پیروی سنت کی وجہ سے حضرت علیؓ بالکل ہو بہو با تمام وکمال آنحضرتؐ کا نمونہ ہیں یعنی اُن کا

کوئی قول وفعل ایسا نہیں جو حضور کے ارشاد وافعال سے مشاکلت تامہ اور مواسنت کاملہ نہ رکھتا ہو اور کیوں نہو مولا علی کی یہی شان ہے اور انھیں خصوصیات کی بدولت تو حضور نبی کریم کا ارشاد ہے علی منی وانا من علی۔ ایک حدیث میں ان علیاً منی وانا منہ۔ کہیں ارشاد ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؓ میں یہ احادیث ملاحظہ فرماکر ہمارے بتائے ہوئے مطلب کی داد دیجئے باقی حضرت علی کو وصی لکھنا نہ صرف فرقہ بوہرہ ہی کا عقیدہ ہے بلکہ شیعہ بھی اسے لازم وفرض سمجھتے ہیں بلکہ ایسے موقع پر تو لفظ وصی سے حضرت علیؓ کی امتیاز نبوت سے خود ملا صاحب کے الفاظ میں بھی موجود ہے کیونکہ وصی تو بہرحال نبی کی جانب سے ہوگا پھر وہ کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

(۱۰) فرشتوں کو حضرت علیؓ کی سجدہ کا حکم

پھر آپ لکھتے ہیں کہ صفحہ ۴۲ پر ہے کہ حضرت آدمؑ کے سجدہ کا فرشتوں کو اسلئے حکم ہوا تھا کہ انکی پیشانی پر حضرت علی کا نور تھا گویا وہ سجدہ حضرت آدمؑ کو نہ تھا بلکہ حضرت علیؓ کو تھا یہ بھی بے دلیل گستاخی ایک پیغمبر کی شان میں ہے اچھی کیوں حضرت سر پادہ صاحب کیا آپنے بعینہ یہ روایت علمائے اہل سنت کی کتابوں میں نہیں دیکھی صرف فرق اتنا ہے کہ انھوں نے سجدہ کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نور محمدی انکی پیشانی میں تھا اب اگر آپ غور سے ملاحظہ فرمائینگے تو ملا طاہر سیف الدین کی روایت اور علمائے اہل سنت کی روایت کا ایک ہی مطلب ہوگا کیونکہ وہ نور منتقل ہوتا ہوا عبدالمطلب تک پہنچا۔ عبدالمطلب کے بعد یہ تفریق ہوئی کہ انکے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے آنحضرتؐ اور دوسرے صاحبزادے حضرت ابوطالب سے حضرت علیؓ پیدا ہوئے لیکن جب حضرت آدمؑ کو سجدہ ہوا جب تو بہرحال وہ نور

ایک ہی جگہ تھا۔ اب فرمائیے کہ گستاخی صرف آپ ایک ملا طاہر سیف الدین ہی کی سمجھینگے یا دیگر علمائے اسلام کی بھی۔ اگر ہم آپکی خاطر سے یہ بھی مان لیں کہ وہ سجدہ محض نور محمدی ہی کو تھا اور حضرت علی سے کچھ واسطہ نہ رکھیں تب بھی بہرحال وہ اعتراض تو آپکا علمائے اہل سنت پر قائم ہی رہیگا کہ ایک پیغمبر کی شان میں گستاخی ہے ہمیشہ وار النسان کو اس طرح بچا کر کرنا چاہئے کہ اپنے ہی سر پر آ کر نہ پڑے مگر آپ ایسے جری ہیں کہ کبھی اسکی پرواہ ہی نہیں کرتے۔

(۱۱) صحابہ رض کی توہین

اب سریا وہ صاحب سترک فی الرسالۃ کو بھی ختم کر چکے نیا پہلو سوچا اور ایک عنوان دیا ہے صحابہ کی توہین اس عنوان کے تحت میں ملا صاحب کے صفحہ ۴۴ کی عبارت نقل کرتے ہیں وکان من کان فی زمانہ من البشر لا استطاعۃ لھم فی قبول کل الحکمۃ دفعۃ واحدۃ۔ اسکے بعد خود معترض صاحب نے اسکا اردو ترجمہ دیا ہے "اور جو لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جنس بشر سے تھے اُنمیں سے کسی کو (سوائے حضرت علی رض کے) یہ صلاحیت نہ تھی کہ ساری حکمت ایک دفعہ قبول کر سکیں۔ اس سے دیگر صحابہ کی دانستہ توہین کی گئی ہے۔" انتھی کلامہ

افسوس ہمارے پاس اصل کتاب کا کوئی نسخہ نہیں اور نہ سریا وہ صاحب کے بیان سے عبارت مذکورہ کے ماقبل و مابعد کا کوئی پتہ چلتا ہے ورنہ ہم نہایت شافی جواب دیتے لیکن اب بہرحال اسی ناتمام جملہ کو پیش نظر رکھکر سریا وہ سے ہم پہلے تو یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مصنف کی اصلی عربی عبارت میں کہیں حضرت علی کا استثنا موجود نہیں پھر آپنے جو اپنے ترجمہ میں بین القوسین (سوائے حضرت علی رض کے) لکھا ہے کہاں سے لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایجاد بندہ محض اشتعال عوام کے لئے ہے ورنہ مصنف کا

یہ ہرگز منشا نہیں کہ حضرت علی رضؓ کو مستثنےٰ کرکے دیگر صحابہ کی توہین مدنظر ہو۔ عبارت عربی کے دیکھنے سے ناظرین انصاف پسند خود سمجھ سکتے ہیں کہ اگر بفرض محال عیاذاً باللہ یہ عبارت توہین صحابہ پر مشتمل ہے تو حضرت علی بھی معاذ اللہ اسمیں داخل ہیں مگر ہرگز ایسا نہیں مصنف کا منشا اس عبارت سے اتنا معلوم ہوتا ہو آپکے زمانہ کے لوگوں میں (جنمیں حضرت علی بھی ہیں) یہ طاقت نہ تھی کہ سارے علوم و حکمت کے ایک ہی دفعہ متحمل ہوجائیں اور یہ ظاہر ہے اسی وجہ سے قرآن شریف بھی وقتاً فوقتاً بقدر ضرورت و مصلحت نجماً نجماً اور آیۃً آیۃً نازل ہوا۔ بہت سے احکام ممنوع منسوخ ہوکر جائز ہوئے بہت سے جواز ممنوع قرار دیے گئے۔ اور اگر تعلیم حکمت سے مراد ہے تو بھی ٹھیک ہو جیسا کہ صحابہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلعم ہمیں کبھی کبھی وعظ دیتے تھے کہ ایسا نہو ہم اکتا جائیں اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کی طرف سے آپکو سآمت کا اندیشہ ہروقت ہر وقت کی موعظت سے مانع تھا جو درحقیقت ایک انسانی خاصہ ہے اور بشری حالت ہے۔ تو پھر اگر ملا صاحب نے اسی مضمون کو کہ لا استطاعۃ لھم فی قبول کل الحکمۃ دفعۃ واحدۃ لکھا تو آپ اتنے برافروختہ کیوں ہیں بلکہ دفعۃ واحدۃ کا لفظ اس میرے بیان کردہ مطلب کا مبین ثبوت ہے۔ تو اب سرباوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ملا صاحب نے اس عبارت میں ایک امر واقع کا اظہار کیا ہو کہ تعلیم آپکی گاہے گاہے ہوتی تھی تاکہ سمجھنے میں ناگواری نہو اور عمل کرنے اور معمول بنانے میں آسانی رہے اور قرآن مجید کے بتدریج نازل کرنے میں بھی یہی مصلحت تھی۔ بسر باوہ صاحب ناحق اچھی خاصی عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنا مطلب سیدھا کیا چاہتے ہیں مگر انھیں کامیابی جبتک نہیں ہوسکتی جبتک دنیا میں منصفانہ مزاج اور عادل نظر رکھنے والے حضرات موجود ہیں۔

اچھا اب ہم بطور فرض یہ بھی تسلیم کئے لیتے ہیں کہ یہ عبارت ملا صاحب نے عام صحابہ کے بارے میں لکھی ہے اور حضرت علی رضؓ اس سے مستثنےٰ بھی ہیں جیسا کہ آپکا خیال

منشا بھی یہی ہے تب بھی آپکا یہ مدعا کہ دیگر صحابہ کی دانستہ توہین کی گئی ہے ہرگز ثابت نہوگا۔ حاشا وکلا مصنف کا ہرگز یہ منشا ہمیں نہیں معلوم ہوتا زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیگر صحابہ رضی حتی کہ خلفائے ثلثہ پر بھی علمی تفوق تھا۔ لیکن ایسا کہنے یا اسکے مان لینے میں کیا حرج ہے۔ اہل سنت کے نزدیک خلفائے اربعہ رض میں جو ترتیب فضیلت ہے وہ بحیثیت مجموعی ہے ورنہ یہ ممکن ہو کہ جزوی صفات میں ایک کو دوسرے پر ترجیح وفضیلت ہو اور اس لحاظ سے حضرت علی رض کو جملہ صحابہ رض پر تفوق علمی حاصل ہو چنانچہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اسپر شاہد عدل ہی اور یہی غرض ملا طاہر سیف الدین کی ہے کہ حضرت علی رض کو واہب العطایا نے استعداد قبول علم کا وہ حصہ عطا فرمایا تھا جو اور کسی کو نصیب نتھا یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ دیگر صحابہ رض قبول حکمت کی قابلیت نہیں رکھتے تھے۔

(۱۲) سنی کافر ہیں انکا کلمہ مردود ہے

اسکے بعد سریاوی صاحب ایک عجیب عنوان دے رہے ہیں کہ سنی کافر ہیں اور انکا کلمہ مردود ہے اور اسکے ثبوت میں ملا صاحب کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔

فالمسلمون الذین یشہدون بکلمۃ الاخلاص وہم کافۃ اہل الجماعۃ والسنۃ وکلمۃ الاخلاص ھی التی قال فیہا رسول اللہ صلعم انہ من قالہا مخلصا دخل الجنۃ وھی لا تقبل منہم وترد علیہم۔

اس عبارت سے سریاوی صاحب یہ نکالتے ہیں کہ سنیوں کو کافر کہا گیا۔ سنیوں کا کلمہ انکے منہ پر مارا جاتا ہو یہ سنیوں کی سب سے بڑی توہین وذلت ہے یہ فرقہ بزرگ کی شدید ترین دل آزاری ہے۔ یہ عجیب چیستان ہی۔ کیونکہ ملا صاحب تو اس عبارت میں قائلین کلمۃ الاخلاص کو مسلمان بتا رہے ہیں چنانچہ ملا صاحب کا سب سے

پہلا لفظ اس جملہ میں فالمسلمون الذین الخ ہے اور سریا وہ صاحب اسی عبارت
سے سنّیوں کا کافر ہونا ثابت کر رہے ہیں ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا
کیوں صاحب اگر ملا صاحب کے نزدیک کلمہ گو کافر تھے تو یوں کہنا چاہیئے تھا۔
فالکافرون الذین یشھدون الخ اس سے ملا صاحب کی فراخ ہمتی اظہر
من الشمس ہے کہ وہ جملہ کلمہ گو یان کو اپنے عالی حوصلہ سے دائرہ اسلام میں داخل سمجھتے
ہیں۔ اور مسلم کے لفظ کا مصداق جانتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ملا صاحب کا سا عالی
خیال بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا ورنہ کلمہ گویان امت میں جو اس عبارت سے مراد ہیں
جملہ فرق مدعیان اسلام خواہ وہ اہل حق ہوں یا باطل داخل ہیں سنی۔ شیعہ معتزلہ
جہمیہ۔ جبریہ۔ قدریہ وغیرہ وغیرہ کسی کی تخصیص نہیں۔ حالانکہ مذکورہُ بالا فرق آپسمیں
برابر ایک دوسرے کو کافر و بد دین کہتے چلے آئے ہیں مگر ملا صاحب کی ہر دل عزیز
طبیعت نے کسی کی دل آزاری گوارا نہ کر کے نہایت معزز لفظ یعنی مسلمون
سے انھیں تعبیر کیا ہے۔ اب یہ بارِ ثبوت معترض کے ذمہ ہے کہ اس عبارت کے کونسے
لفظ سے ماخوذ ہوتا ہے کہ ملا صاحب نے اُنھیں کافر کہا ہے۔ اس عبارت سے تو اشارۃً
بھی کفر ثابت نہیں ہوتا بلکہ صراحۃً بلا امترا معلوم ہوتا ہے کہ قائلین کلمۃ الاخلاص مسلمان
ہیں اب رہی ملا صاحب کے یہ الفاظ لا تقبل منھم و ترد علیھم یعنی کلمۃ الاخلاص
ان لوگوں کا نامنظور ہو کر واپس کر دیا جاتا ہے وہ محض ملا صاحب کی بلکہ جملہ فرق بواہیر
کے اس عقیدہ کے موافق ہے کہ اقرار داعی و امام و وصی اُنکے نزدیک فرض عین اور
جزو لاینفک ہے اور تکمیل ایمانی اس فرقہ کے نزدیک انہی شرائط پر موقوف کیا اپنے
عقیدہ کا اظہار ایسے شایستہ الفاظ میں اور وہ بھی مخصوص اپنے ہم خیال اور ہم عقیدہ
لوگوں کے سامنے اور پھر اس احتیاط و تکلفات کے ساتھ کہ خالص عربی الفاظ میں ہو
اور محض اُسی فرقہ کے لئے مخصوص ہونے کا اعلان کیا جائے جیسا کہ تمام

عبارات ضوء نور الحق المبین سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ مخصوص فرقہ داؤدیہ
کیلئے ہی کسی کی توہین یا دلآزاری کا سبب ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اگر سریاوہ صاحب
کا یہ خیال ہو کہ کلمۃ الاخلاص کے علاوہ اور مسلمان کو کسی اعتقاد یا عمل کی ضرورت
نہیں تو ہم اُنہیں اسکے متعلق اتنا سمجھانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل سنت و شیعہ
کے نزدیک بھی اتنا کافی نہیں بلکہ وہ امور جنپر ایمان بالغیب فرض ہے اور ضروریات
دین کا ماننا فرض ہے بغیر اسکے کسی مسلمان کلمہ گو کو سُنی سُنی نہیں سمجھتے اور شیعہ
شیعہ نہیں جانتے گویا کلمہ اخلاص کے قائل ہونیکے معنی یہی ہیں کہ جملہ ضروریات کو
تسلیم کیا جائے۔ ہاں ضروریات میں کمی بیشی ہر فرقہ کے نزدیک ہے اور تا وقتیکہ ہر فریق
کے نزدیک جو ضروریات ہیں تسلیم نہ کیجائیں وہ شخص کامل مسلمان کہلانے کا
مستحق نہیں ہوتا۔ اب ہم سریاوہ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی کلمہ گو حشر و نشر
کا قائل نہو یا منکر شفاعت رسول صلعم یا جنت و دوزخ کا انکاری ہو اُسے وہ کیا
سمجھینگے۔ شیعوں کے نزدیک وہ کلمہ گو کیسا ہوگا جو حضرت علی رضؓ کو وصی نہ مانتا ہو یا
امام غائب کو تسلیم نہ کرے۔ ان باتوں کا سوال حضرات سُنی و شیعہ سے کیجئے اور
سوال کرنیکی بھی ضرورت نہیں اُنکی کتابیں کھولکر دیکھ لیجئے پھر آپکو حقیقت معلوم ہو
کہ ہم کیوں ایسے شائستہ اور مہذب فرقۂ داؤدیہ کے بزرگ کو موردِ الزام بنا رہا
ہوں۔ دور کیوں جاتے ہو اہل سنت میں کسقدر چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں اور وہ آپسمیں
ایک دوسرے کو کافر و مشرک و بدعتی و لامذہب شیطان بد دین ملحد و غیرہ وغیرہ
کس قدر کریہ الفاظ سے یاد کر رہے ہیں کیوں صاحب اُسوقت سریاوی صاحب
کس طرح اُنھیں پڑھکر خاموش ہو جاتے ہیں نہ عدالت سے فریاد ہوتی ہے نہ پبلک سے
داد خواہی لیکن ملا صاحب کے یہ الفاظ کہ کلمہ اخلاص اُنکا مقبول نہیں ایسے چبھتے ہیں کہ
جسکی فریاد و داد سے فضائے عالم تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔

(۱۳) شیعوں کی توہین

اب سُریاوی صاحب اِدھر تو حضرات اہل سنت کو اُبھارتے ہیں آگے چلکر شیعہ
صاحبان کی خدمتگزاری پر کمربستہ ہوتے ہیں اور دوسرا عنوان یہ تحریر فرماتے ہیں
(شیعوں کی توہین) صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے معشر المؤمنین جعلکم اللہ لائمۃ
دینکم تبعًا و فوق بینکم و بین الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا۔ انتھی کلامہ
معترض صاحب اس امر کے معترف ہیں کہ اس آیت میں شیعًا سے مراد
گروہ متعارف بایں اسم نہیں ہو مگر ملا صاحب نے بیچارے شیعوں پر اسکے چپکینے کی
کوشش کی ہے واہ واہ ع چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد۔
حضرت جب آپ یہ جانتے ہیں کہ آیت سے گروہ متعارف شیعہ مراد نہیں تو آپ پھر کیوں
زبردستی شیعوں کے سر چپکینے کی کوشش کر رہے ہیں ع میں الزام اُنکو دیتا تھا قصور
اپنا نکل آیا۔ صاف جو منشائے مصنف ہو وہ کیوں نہیں کہتے کہ ملا صاحب اس عبارت
میں اپنے پیروان مخصوص فرقۂ داؤدیہ کو دعا دے رہیں کہ خدا انھیں ایسے لوگوں سے
بچائے جنھوں نے دین کو پراگندہ کیا اور فرقہ فرقہ ہوگئے ایسا کون بھلے مانس ہوگا جو
اپنی قوم کی بھلائی نہ چاہتا ہو اور اُنکا بزرگ ہوکر اُنھیں دعائے خیر سے بھی یاد نہ کرتا ہو
اب یہ بار ثبوت آپکے ذمہ رہا کہ آپنے ملا صاحب کی کونسی تحریر سے اخذ کیا کہ یہ عبارت
خاص گروہ متعارف کی توہین کے لئے لکھی گئی یہی کمال آپنے اس سے پہلے اعتراض
میں کیا ہو اور لفظ کافۃ اھل السنۃ والجماعۃ سے مراد سنیوں کو لیا ہے
حالانکہ وہاں بھی ملا صاحب کی مراد عام کلمہ گو فرقہ ہائے اسلام سے ہے کہ سب سنت
پر چلنے کے مدعی ہیں اور اپنے ہم خیالوں کی جماعت ہی کو جماعت کہتے ہیں کیونکہ اس فرقہ
کے متعلق ملا صاحب نے بھی لکھا ہے یشھدون بکلمۃ الاخلاص اور اسکے مصداق

جملہ کلمہ گو ہیں۔ اگر معترض صاحب اپنی ہٹ دھرمی پر ہی اڑے رہیں اور یہی کہے جائیں
کہ ان دونوں عبارتوں میں جو کچھ لکھا گیا وہ سنی و شیعہ ہی کے متعلق ہے تب بھی ہم تو
یہی کہینگے کہ اگر آپکی خاطر سے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم ملا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ
اسکا عشر عشیر بھی نہیں جو صدہا کتابوں میں شیعہ سنیوں کو اور سنی شیعوں کو لکھ چکے
ہیں۔ نیز دیگر فرق اسلام بھی جو آپسمیں لعن و طعن و تکفیر و تفسیق باہمی کر چکے ہیں ملا صاحب
کی تحریر اُنکے مقابلہ میں بہ نظر انصاف اپنے مخالفین کی تعریف ہے۔ کیونکہ حدیث ستفرق
امتی الخ بموجب ہر فرقہ اپنے آپکو جماعت اور سواد اعظم سمجھتا ہی باقی فرقوں پر
کلھم فی النار کا حکم لگاتا ہے ان وجوہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرور ماننا پڑے گا
کہ ملا صاحب نے اہل سنت و شیعہ کی نسبت اگر لکھا بھی ہے تو ایسے نرم الفاظ میں کنایۃً
لکھا کہ جو ہرگز موجب دل آزاری نہیں ہو سکتا۔

ضوء نور الحق المُبین کی عبارت پر ایک نظر

یہانتک تو ہم نے اُن اعتراضات کا جواب دیا جو رسالہ اسوۂ حسنہ سے تعلق رکھتا
تھا۔ اب ہم "ضوء نور الحق المبین" کی اُن عبارات کو بھی درج کرنا ضروری جانتے ہیں جسپر
سرپاوی صاحب نے اپنے اعتراضات کا طومار باندھا ہے اور ائمۃ الناس کو اپنے
حاشیہ بندی سے دھوکہ دیا ہے۔

اول ہم اپنے ناظرین کو شیعہ امامیہ شیعہ اسمٰعلیہ داؤدیہ بوہریہ اہل سنت
والجماعت کے عقائد سے آگاہ کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں جسپر دار مدار اعتراض ہے جو
بنائے مخاصمت ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ اسی بنا پر شیعہ اہل سنت کی اور اہل سنت
شیعہ کی تکفیر کر رہے ہیں۔ منجملہ اور مسائل کے ایک مسئلہ امامت ہے۔ شیعہ خواہ
امامیہ ہوں یا اسمٰعلیہ بوہریہ امامت کو جزء ایمان قرار دیتے ہیں اور اطاعت امام کو

فرض اور منکرین ائمہ کو کافر اسکے بارہ میں

ان ہر دو فریق شیعہ کا عقیدہ یہ ہے

جو ائمہ معصومین میں سے ایک کو بھی نہ مانے اور اُنکی اطاعت فرض نہ جانے خواہ وُہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو وہ ہرگز مؤمن نہیں گمراہ کافر ہے ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا۔

اس عقیدہ کی بنا پر شیعہ اثنا عشری کے نزدیک تمام اہلِ سنت گمراہ اور فرقہ شیعہ اسمٰعیلیہ بوہریہ بھی کافر ہیں۔ اہل سنت تو اسوجہ سے کہ امامت جز و ایمان نہیں سمجھتے اور نہ ائمہ کی اطاعت کو فرض جانتے ہیں۔ فرقہ اسمٰعیلیہ بوہریہ باوجودیکہ اس مسئلہ اور عقیدہ امامت میں متفق ہیں مگر بعد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے آپکے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل رض کی اولاد کی امامت کے قائل ہیں اور حضرت موسیٰ کاظم رض اور آپکے بعد کے ائمہ کی امامت کے قائل نہیں منکر ہیں۔ اس بنا پر شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک یہ فرقہ بھی کافر ہوا جسنے چھ اماموں کا انکار کیا۔

عقیدہ فرقہ اسمٰعیلیہ داؤدیہ بوہریہ

فرقہ بوہریہ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو اثنا عشریہ کا۔ فرق صرف اسقدر ہے یہ فرقہ اپنے ائمہ کی اطاعت کے ساتھ اُسکے نائب کی جسکو یہ داعی کہتے ہیں اطاعت فرض جانتا ہے۔ داعی کی اطاعت کو اطاعت امام جانتے ہیں اور اطاعت امام اطاعت وصی ہے اور اطاعت وصی اطاعت رسول۔

اب اس عقیدہ کی بنا پر فرقہ بوہریہ کے نزدیک اثنا عشریہ کافر ہوئے بموجب عقیدہ متفقہ بالا کے یعنی جو ایک بھی نہ مانے کافر ہے۔ کیونکہ اثنا عشریہ حضرت اسمٰعیل رض کی اولاد کی امامت کے منکر ہیں۔ اہلِ سنت کی تکفیر میں ہر دو فریق متفق ہیں کیونکہ یہ نہ امامت کو جزو ایمان جانتے ہیں اور نہ ائمہ کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں بلکہ

اہلِ سنت کا عقیدہ جو ان ہر دو فریق کے بارہ میں ہے وہ ہم آیندہ بیان کرینگے۔
میری غرض اسوقت صرف اس فرقہ کے عقاید کو پیش نظر رکھنا ہے اب ہم مولانا
طاہر سیف الدین کی وہ عبارت جو سرپاوی صاحب نے اپنے مراسلات میں نقل کی ہے
جسپر اعتراضات کا طومار باندھا ہے وہ عبارت بجنسہ اور اُسکا ترجمہ ہم تحریر کرتے
ہیں اسکو خود ہی ہمارے ناظرین ملاحظہ فرماکر فیصلہ فرماوینگے کہ مولانا طاہر سیف الدین
نے اس عبارت میں اپنے فرقہ کو اپنے خاص عقاید کی تلقین کی ہے یا کسی فرقہ
کی دل آزاری۔ نقل عبارت صفحہ ۱۶

(اما بعد) فانی عبد آل محمد الموالی الغر ائمة المؤمنین المفلحین ؛ وممملوکهم المعتمد علی امداد هم وتائیدهم فی کل حین ؛ المبتهل الی مولاه ومالك امره وصاحب عصره الوارث مجد ابائه الطیبین ؛ فی التماس النصر العزیز والفتح المبین ؛ ابو محمد طاهر سیف الدین ؛ نجل داعی امام المتقین ؛ سابع الاسبوع السابع من الدعاة المطلقین ؛ علم الاعلام المفردین ؛ المقدس فی اعلی غرفات المخلدین ؛ مولانا محمد برهان الهدی والدین ؛ اسعی لاثار دعاة قبلی هداة مقتفیا ؛ وبهدیهم مقتدیا ؛ ادعوالی مادعوا من الحق ؛ واسلك ماسلکوا من سبیل الصدق ؛ ادعوکم الی توحید رب العلمین ؛ والی اتباع اولیاءه ائمة الهدی غر المیامین ؛ ودعاتهم الافاضل الاکرمین ؛ وانا لکم ناصح امین ؛ ادعوالی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی وسبحن الله وما انا من المشرکین ؛ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین ؛ لا شریك له وبذلك امرت وانا من المسلمین ؛

ترجمہ - اما بعد - پس تحقیق کہ میں نجات پانے والے مومنین کے آقاؤں کا بندہ و مملوک ہر وقت آل محمد کی امداد و تائید پر بھروسہ و اعتماد رکھنے والا نصر عزیز و فتح مبین کی طلب میں اپنے آقا و مالک امر صاحب عصر جو اپنے آبا کرام کی بزرگی کے وارث ہیں اُنکی طرف دعا و زاری کرنیوالا ابو محمد طاہر سیف الدین ابن داعی امام المتقین سابع الاسبوع للسابع علم الاعلام المفردین المقدس فی اعلی غرفات المخلدین مولانا برھان الھدیٰ والدین ہوں - میں اپنے سے پہلے دعاۃ ہداۃ کی پیروی کرتا ہوں اُنکی رہنمائی کی اقتدا کرتا ہوں - جس دین حق کی طرف اُن بزرگوں نے دعوت کی ہے میں بھی دعوت کرتا ہوں - اور جس راہ صدق کے وہ سالک تھے اُسی راہ کا میں بھی سالک ہوں میں تم کو پروردگار عالم کی توحید کی طرف اور اُسکے اولیا ائمہ ہدیٰ اور انکے دُعاۃ کرام کی پیروی کی طرف بلاتا ہوں اور میری اتباع سبحان اللہ اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بیشک میری نماز میرا زہد میرا مرنا میرا جینا خدائے پروردگار کے لیئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں -

---

اسپر صرف اعتراض یہ ہے کہ مولانا طاہر سیف الدین نے اپنی تعریف کی ہے - ہمارے ناظرین خود لفظ بندہ غلام سے انصاف فرمائینگے کہ عبارت میں تعلی اور تعریف ہے یا عجز و انکسار - مجھکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں -

نقل عبارت صفحہ ۲۳

(معشر المؤمنین) واخوانی المحسنین الموفین بعهد الله و ایمانهم ؛ والمؤتمین کتابهم : اعلموا احسن الله توفیقکم ؛ وسدد

على الهدى طريقكم ؛ ان اول المعارف فى الدين ؛ توحيد رب العلمين ؛ وانه منتهى طاعة العابدين ؛ وغاية خشية المتقين وعبادة ملائكته المقربين ؛ وانه هو الذى دعى اليه كل قائم من الانام ؛ وادعاه كل فرقة من فرق الاسلام ؛ ولا نعلم احدا يقول بغير التوحيد مقالا لنحلته ؛ او معتقدا لسره وعلانيته ؛ وهم بشرائط غير موفين ؛ ولحقوقه غير مؤدين ؛ فلا يغنى توحيدهم عنهم فتيلا ؛ ولا يهتدى لذلك غير طائفة اهل الحق سبيلا ؛ فمن ذالك ان توحيد العبد للمعبود ؛ لا يكون الا بمعرفة ما بينه وبينه من الحدود ؛ فالمسلمون الذين يشهدون بكلمة الاخلاص و هم كافة اهل الجماعة والسنة ؛ وكلمة الاخلاص هى التى قال فيها رسول الله صلى الله عليه وآله انه من قالها مخلصا دخل الجنة ؛ وهى لا تقبل منهم وترد عليهم لانهم لم يقروا الا بالرسول وحده ؛ وانكروا مرتبة الوصى الذى هو اول الحدود بعده ؛ ولو كان اقرار الرسول دون اقرار الوصى صادق القبول ؛ كانت الشهادة لله كافية دون الشهادة للرسول ؛ وابى الله ان يقبل ممن اخل بحد من الحدود شهادة ؛ او يرفع له عملا او يشكر له عبادة ؛ بل لم يقبل شهادة الاعلى منهم دون شهادة الادنى ؛ ولا ينفعها اقرار للاول اذا جحد للآخر مقامه الاسنى ؛ لانه حبل الله الذى طرف منه بيد الله وطرف منه بيد العباد ؛ وانه لا نجاة لاحد دون معرفة عاليهم و دانيهم فى المعاد ؛ قال الله تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا واذا عرفتم هذا بالوجيز من المقالة ؛ لان الرسالة لا تحمل الاطالة ؛

فنقول ان الحبل الذی ندبکم اللہ الی الاعتصام بہ احد طرفیہ
بأیدیکم ∴ ھو اخوکم واقل عبید امامکم الذی یدعوکم الیہ و
یھدیکم ∴ والطرف الاٰخر الذی بید اللہ ھو منتھی حدود عالم
النفس ∴ وھو رسول ربکم المؤید بروح القدس ∴ الحال من عالم
الدین محل الشمس ∴ وان امام زمانکم محلہ من الدین محل
الرسول ∴ فھو فی وقتہ منتھی حدود عالم الطبیعۃ ومطرح اشعۃ
عالم العقول ∴ فمن زعم ان معرفتہ لنبیہ او وصی نبیہ او امام
زمانہ ∴ تکفیہ دون معرفۃ داعی اوانہ ∴ ضل عن قصد السبیل
وباء بالعذاب الوبیل ∴ وکانت شھادۃ للہ غیر مقبولۃ ∴ لان
اسبابہ بجمیع الحدود غیر موصولۃ ∴

ترجمہ عبارت منقولہ بالا

اے گروہ مؤمنین وبرادران نیکوکار ادا کرنے والے خدا کے عہد وقسم کو کہ
دیجائیگی اُنکی کتاب اُن کے سیدھی جانب ہے۔ جانو تم بہتر کرے خدا تمھاری توفیق
اور کھولدے ہدایت پر تمھارا راستہ کہ تحقیق معارف دینی کا شروع رب العالمین
کی توحید ہے اور وہ عابدوں کی طاعت کا انتہا ہے اور متقین کے خوف کی غایت
ہے اور ملائکہ مقربین کی عبادت ہے۔ اور تحقیق بات یہ ہے کہ وہی ہے وہ شے کہ
دعوت کی اُسکی طرف ہر قائم نے اور دعویٰ کیا اُسی کا ہر فرقہ اسلام نے اور
نہیں جانتے ہم کسی ایک کو کہ کہے بغیر توحید کے کوئی قول اپنی نجات کے لیے یا
اعتقاد رکھے اپنے ظاہر و باطن کے لیے اور وہ اسکی شرائط کے وفا کرنیوالے
نہیں ہیں اور نہ اسکے حقوق کے ادا کرنے والے ہیں پس نہ فائدہ پہنچائیگی اُنکو
اُنکی توحید اور نہ ہدایت اسکی طرف سوائے اہل حق کے گروہ کے اور اسکا بیان

یہ ہے کہ نہیں ہوتی بندہ کی توحید نہ اپنے وجود کے لئے بغیر معرفت اُن حدود کے جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہیں۔ پس مسلمان کہ شہادت دیتے ہیں کلمۂ اخلاص کی اور وہ سب جماعت اور سنت کے لوگ ہیں اور کلمۂ اخلاص وہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اُسکی بابت کہ کہیگا جو اُسے اخلاص کے ساتھ داخل ہوگا جنت میں اور وہ نہ مقبول ہوگا اُنسے بلکہ واپس کیا جائیگا انپر کیونکہ وہ نہیں اقرار کرتے مگر صرف رسول کا اور انکار کرتے ہیں مرتبہ وصی کو کہ جو پہلی حد ہے اُنکے بعد اور اگر ہوتا اقرار رسول بدون اقرار وصی لائق قبول تو ضرور کافی ہوتی شہادت خدا بدون شہادت رسول صلعم۔ حالانکہ انکار کیا ہے خدا نے اسکا کہ قبول کرے شہادت کو اُس سے کہ خالی چھوڑا ہو جسنے کسی حد کو جملہ حدود سے یا بلند کرے اُسکے لئے کوئی عمل یا مشکور کرے اُسکی عبادت بلکہ نہیں مقبول ہوتی بندوں سے شہادت اعلیٰ بدون شہادت ادنیٰ اور نہیں نفع پہنچاتا اسکا اقرار کرنا حد اول کا جب انکار کرتا ہے حد آخر کے مقام جلی کا کیونکہ یہ خدا کی رسّی ہے کہ ایک سرا اُسکا خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک بندوں کے ہاتھ میں ہے اور حقیقت میں نہیں ہے نجات کسی ایک کے لئے بدون معرفت اعلیٰ و ادنیٰ۔ فرمایا خدا تعالیٰ اُنے کہ پکڑ رکھو خدا کی رسّی مضبوطی سے اور جبکہ جان لیا اس امر کو اختصار کے ساتھ کیونکہ یہ رسالہ طوالت کا متحمل نہیں پس کہتے ہیں ہم کہ تحقیق خدا کی وہ رسّی کہ خدا نے اُسے پکڑ رکھنے کا حکم دیا ہے اُسکا ایک سرا تمھارے ہاتھ میں ہے اور وہ تمھارا بھائی اور تمھارے اماموں کے غلاموں کا کمتر کہ دعوت بلاتا ہے اُس امام کی طرف اور ہدایت کرتا ہے اُسکی طرف اور دوسرا سرا جو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ منتہائے حدود عالم نفس ہے اور وہ تمھارے رب کا رسول ہے جو مؤید بروح القدس ہے جسکا محل عالم دین میں آفتاب کا محل ہے اور تحقیق کہ زمانہ کا امام اُسکا محل دین میں محل رسول ہے پس وہ اپنے وقت میں منتہائے حدود عالم طبیعت

اور عالم عقول کے شعاعوں کے جذب ہونیکا مقام ہے پس جو (بوہرہ) گمان کرے کہ اُسکی معرفت نبی اور وصی اور امام زمان کے لئے کافی ہوگی بدون معرفت داعی الوقت۔ بھٹکا وہ سیدھی راہ سے اور اُٹھایا عذاب وبیل کو اور ہوئی اُسکی شہادت خدا کے لیے غیر مقبول۔ کیونکہ اُسکے اسباب تمام حدود سے غیر موصول ہیں۔

ناظرین کرام جب اس عبارت اور ان کے مذہبی عقائد کو پیش نظر رکھکر غور فرماوینگے تو صاف ظاہر ہوجاویگا کہ مولانا طاہر سیف الدین نے اپنے عقائد کا اظہار کیا ہے جو اُنکا عقیدہ ہے معرفت وصی امام موقوف ہیں معرفت داعی پر جیسا کہ عقیدہ بوہریہ میں اوپر بیان ہوچکا جسطرح اثنا عشریہ کے نزدیک اطاعت امام فرض ان کے نزدیک اطاعت داعی بھی فرض ہے۔ اب اگر ملا صاحب نے اپنے عقائد کے خلاف کچھ کہا ہو تو بیشک قابل اعتراض ہے

اگر کسی صاحب کو اعتراض کرنا تھا تو اُنکے عقائد پر اعتراض کر سکتے تھے۔ کیونکہ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے عقائد پر اعتراض کرنیکا ہر طرح حق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے جب ہم اپنے عقائد حقہ کو ثابت کرنا چاہینگے تو دوسرے فرقہ کے عقائد مخالف کا بدلائل قویہ باطل کرنا بھی ضرور ہوگا جیسا کہ تمام کتب عقاید اور فقہ حنفیہ مین ظاہر ہے۔ جسطرح ملا صاحب کو بھی اپنے عقاید کی حقانیت ثابت کرنے میں دوسرے فرقوں کا بھی ذکر کرنا پڑا مگر کسی کی ذات پر حملہ کرنیکا کسی کو حق نہیں۔ یہان معاملہ برعکس ہے بجائے بطلان عقاید کے مولانا طاہر سیف الدین کی ذات پر حملہ کیا جارہا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سریاوہ صاحب کی غرض اس فرقہ کے عقاید سے بالکل نہیں بلکہ محض بنائے نفسانیت پر مولانا طاہر سیف الدین کو بدنام کرنا ہے۔

اب اس عبارت پر جو سریاوہ صاحب نے حاشیہ بندی کی ہو جس سے

عوام کو دھوکہ دے کر اشتعال پیدا کیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں
واضح رہے کہ طاہر سیف الدین کے رسالہ ضوء نور الحق المبین
کی مذکورہ بالا عبارت کا حاصل یہ ہے کہ تمام فرق اسلام خصوصًا اہل سنت والجماعۃ
مشرک و کافر ہیں۔ دوزخی ہیں اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔
کیونکہ اہل سنت والجماعت کی توحید اُن کو کچھ کام نہ آئیگی۔ کیونکہ انھوں نے شرائط
توحید کی پوری نہیں کی اور نہ توحید کے حقوق کی بجا آوری کی۔ اسی طرح کلمۂ طیبہ کے
نہ قبول ہونیکی وجہ سے توحید و رسالت دونوں سے یہ خالی ہیں۔ لہٰذا یہ محض مشرک
و کافر ٹھیرے کیونکہ کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ توحید و رسالت
کے دو جزء وں سے مرکب ہے۔

توحید کا سلسلہ طاہر سیف الدین نے اس طرح بتایا ہے کہ بندہ پہلے خدا
کی معرفت کرے اور رسول مقبول اور وصی حضرت علی رضؓ اور امام وقت کی معرفت
کرے اور میری اطاعت و معرفت کرے تو وہ فی الحقیقت توحید کرنیوالا جنتی ہے۔

اور جسنے خدا کی وحدانیت اور رسول مقبولؐ کی رسالت اور حضرت علی رضؓ کی
ولایت اور ائمۂ معصومین سلام اللہ علیہم کی ولایت کا اقرار کیا اور مجھکو داعی الوقت
نائب العصر اپنا نہ جانا اور مانا تو اُسکی توحید و رسالت اور ولایت کا اقرار اُسکو ذرہ
بھر کام نہ آئیگا۔ وہ توحید و رسالت و ولایت کی گٹھری باندھ کر بالائے طاق رکھدے
سب فرق اسلام کیا سُنی اور کیا شیعہ دونوں مردود الشہادۃ ہونے کی وجہ سے
مشرک و کافر ہیں۔ کیونکہ میں صاحب العصر کا ہمرتبہ ہوں اور رسول مقبولؐ کا ہمسر
اور خدا کے عرش پر خدا کے ساتھ برابر کا بیٹھنے والا ہوں۔ خدا کی وحدانیت کی شہادت
میری طاعت بغیر نامقبول اور مردودہ ہے۔ فرق اسلام کے تمام پیر و مرشد اور
ائمۂ معصومین جو کہ میرے سلسلہ سے الگ ہو کر میری مخالفت پر نیا مذہب قائم کرکے

میری اطاعت سے لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں۔

افتراء

شروع ہی عبارت میں پہلا خط کشیدہ ملاحظہ ہو۔ یہ تمام عبارت سر یا وہ صاحب کی جودت طبع اور من گھڑت تفسیر عبارت لاتقبل منہم وترد علیہم کی ہے جسکو ہم تفصیل سے اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ملا صاحب نے نہ کسی کو لفظ کافر سے نہ لفظ مشرک سے تعبیر کیا بلکہ سر یا وہ خود اہل سنت کو کافر مشرک دوزخی بنا رہا ہی ملا صاحب کی کسی عبارت سے ان الفاظ کا پتہ نہیں چلتا۔

بہتان بے دلیل

اب ذرا دوسرا خط کشیدہ ملاحظہ فرمائیے اور ارشاد فرمائیے کہ ملا صاحب کی کس عبارت کا یہ ترجمہ ہو سکتا ہے (افسوس) ایسا زبردست بہتان نعوذباللہ ملا صاحب یہ کہیں کہ میں رسول مقبول کا ہمسر اور خدا کے عرش پر خدا کے ساتھ برابر کا بیٹھنے والا ہوں کسقدر زبردست بہتان ایک نیک دل بزرگ صورت پر لگایا جارہا ہے۔ ملا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت میں کہاں اور کس جگہ ہے صرف اسی لئے ہم نے ملا صاحب کا وہ حصہ کلام جسے سر یا وہ نے مذکورۂ بالا عبارت کا خطاب دیا ہے تمام وکمال اوپر نقل کردیا ہے تاکہ عربی داں حضرات کی نگاہوں سے سر یا وہ کی حاشیہ بندی چھپی نہ رہ جاوے اور چونکہ جی چاہتا تھا کہ اردو داں حضرات کو بھی سر یا وہ کی اتنی بڑی آواز والے ڈھول کا پول کھولکر دکھا دیا جاوے اسلئے ترجمہ بھی ساتھوں ساتھ دیدیا گیا اب اسکا فیصلہ ہم سر یا وہ صاحب ہی پر چھوڑتے ہیں وہ خود کو یا ملا صاحب کو جسے چاہیں مفتری کذاب کہہ لیں۔

زباں کی طرح نامنصف تر ادل ہو نہیں سکتا
نہ مانے تو تو کیا جی میں بھی قائل ہو نہیں سکتا

کاش سرپادہ کو یاد ہوتا وہ اس اتہام اور بہتان سے دلیتی قبل یہ عبارت نقل کر چکے ہیں، اما بعد فانی عبد آل محمد ن الموالی - جسکا ترجمہ سرپادہ نے خود ہی کیا ہے پس تحقیق میں (یعنی مولانا طاہر سیف الدین) نجات پانیوالے مؤمنین کے آقاؤں کا بندہ مملوک ۔ دوسری جگہ عبارت نقل کرتے ہیں هواخوکم واقل عبيد امامكم الخ اسکا ترجمہ بھی خود ہی لکھتے ہیں۔ اور تمھارا بھائی اور تمھارے امام جسکی طرف وہ دعوت کر رہا ہے اُس امام کا کمترین بندہ - اب اسکا فیصلہ سرپادہ صاحب کے ہی سپرد کرتے ہیں - ملا صاحب نے اپنے آپ کو بندہ مملوک - تمھارا بھائی - تمھارے اماموں کا کمترین بندہ - جیسے الفاظ منکسرانہ اور عاجزانہ کے ساتھ خطاب کیا ہے - ایسے شخص کو آپ یہ الزام دے سکتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ رسول مقبولؐ کی ہمسری اور خدا کی برابری کا دعوٰی کر رہا ہے (افسوس) اگر دعوٰی کیا ہے تو آپنے اُس عبارت کو جسکا یہ ترجمہ ہوتا تھا کیوں نہیں نقل کیا - عجب تماشہ ہے جو سرپادہ صاحب نے ملا صاحب کے سر پہ تہمت تھوپی تھی اُس سے صاف ملا صاحب کی بیگناہی کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا - اس میں سرپادہ صاحب معذور ہیں کیونکہ تمام کارگزاری سرپادہ صاحب کی نہیں بلکہ اُجرت کا کام ہے اور اُجرت کا کام تو ایسا ہی ہوتا ہے -

کاش ہمیں معلوم ہو کہ اب وہ اپنے اعتراف جرم پر کیا عذر پیش کرینگے سب سے زیادہ افسوس اُن قابل حامیانِ ملت اخبارات و رسالجات نظام المشایخ الامداد - البرید - کانگریس وغیرہ وغیرہ جیسے اخبارات پر ہے جنھوں نے بلا سوچے سمجھے سرپادہ کی سُر میں سُر ملا دی اور بلا غور خوض مراسلہ لکھ مارا باوجود

عبارت سامنے ہوئے گے عبارت کی طرف مطلقاً خیال نہیں کیا۔

سہر یاوہ کا بزرگان دین ائمہ معصومین کی توہین کرنا

اسکے بعد سہر یاوہ کھلے لفظوں میں تمام بزرگان دین اور ائمہ معصومین کی توہین کرتا ہے اور ہمارے ہی برادران اہل سنت نہایت گرمجوشی سے اس توہین کا استقبال کرکر تمام اخبارات ورسالجات میں شائع کرتے ہیں

واضح رہے کہ ملا صاحب کی کسی عبارت سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ملا صاحب نے فرق اسلام کے تمام پیر مرشد اور ائمہ معصومین کی توہین کی ہو۔ مگر سہر یاوہ ہمارے ہی بزرگوں کی ہمارے ہی ذریعہ توہین کرا رہا ہے۔ اور ہماری اغراض ایسی درمیان میں حائل ہیں کہ آنکھیں بند کرکر بلا غور وفکر مضمون چھاپ رہے ہیں اور مطلقاً اس طرف خیال نہیں کرتے کہ مراسلہ نگار کیا لکھ رہا ہے اور اسکا اثر کہانتک پہنچتا ہے۔

اب میں اُنھیں اخبارات اور رسالجات سے سوال کرونگا جن حضرات نے اس مضمون کو اپنے اخبارات اور رسالجات میں شائع کیا ہے کہ سہر یاوہ نے جو اپنے تحریر میں یہ لفظ ملا صاحب کی جانب منسوب کیا ہے کہ

(۱) فرق اسلام کے تمام پیر مرشد اور ائمہ معصومین۔ کونسی عبارت کا ترجمہ ہے اور ملا صاحب نے کس جگہ تمام پیر مرشد اور ائمہ معصومین کو خطاب کیا ہے۔

(۲) اسکے بعد کی عبارت یہ ہے۔ جو کہ میرے سلسلہ سے الگ ہو کر میری مخالفت پر نیا مذہب قائم کرکے لوگوں کو بھٹکا رہے ہیں = ائمہ معصومین میں تمام ائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم داخل ہیں اور فرق اسلام کے تمام پیر و مرشد میں حضرت غوث اعظم سے لیکر تمام رہبران طریقت چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ وغیرہ سب شامل ہیں

سر یاوہ اور اُنکے مددگار فرما دیں کہ یہ حضرات ملا صاحب کے سلسلہ میں کب تھے اور کب علیحدہ ہوئے اور کونسا نیا مذہب قائم کیا۔

ملا صاحب کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ملا صاحبنے اپنی عبارت میں صرف اُن اشخاص کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس فرقہ سے علیحدہ ہوئے اور نیا مذہب قائم کیا جو اسی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے اور جنکے نام یکے بعد دیگرے وضاحت کے ساتھ ملا صاحبنے تحریر فرمائے ہیں۔ ورنہ یہ ثابت فرمادیں کہ ملا صاحب کی کونسی عبارت کا یہ ترجمہ کیا گیا جسمیں ملا صاحبنے فرق اسلام کے تمام پیر مرشد اور ائمۂ معصومین کو خطاب کیا ہے۔

اگر آپ ثابت نہ فرما سکے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ تو آپ ہی سے انصاف ہے کیا سر یاوہ ہمارے ائمۂ معصومین کے دامن عصمت پر داغ نہیں لگا رہا۔ کیا سر یاوہ ہمارے پیر مرشد رہبرانِ طریقت کی توہین نہیں کر رہا۔

اگر سر یاوہ کی مراد فرق اسلام کے تمام پیر مرشد اور ائمۂ معصومین سے وہی پانچ اشخاص ہیں جنکا ذکر تفصیل کے ساتھ ملا صاحبنے کیا ہے اور جو اس فرقہ سے علیحدہ اپنا مذہب قائم کر چکے ہیں۔ تو کیا سر یاوہ نے یہ زبردست صریح گستاخی حضرات ائمۂ اطہار رضوان اللہ علیہم کی شان میں نہیں کی اور کیا فرق اسلام اور بزرگان دین کی اس سے بھی زیادہ اور توہین ہو سکتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ناظرین خود سمجھ جاوینگے کہ سر یاوہ کے اس قسم کے الفاظ لکھنے کی غرض محض یہ ہی ہے دنیائے اسلام میں بے چینی پیدا کی جاوے اور مولانا طاہر سیف الدین کو مطعون خلایق بنایا جاوے۔ سر یاوہ کا اصلی منشا یہ تھا کہ لفظ فرق اسلام کے تمام پیر مرشد سے تمام اہل سنت وجماعت میں ہل چل مچائی جاوے

اور لفظ ائمہ معصومین سے شیعہ حضرات کو بھڑکایا جائے جس سے تمام
مسلمانوں کے دلوں میں مولانا طاہر سیف الدین کی نفرت پیدا کیجائے۔ اور قوم
میں فتنہ و فساد ڈالا جائے کیا یہ ملا صاحب پر مفسدانہ حملہ نہیں تو کیا ہے۔

ع ۔ میں الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اب اسکے بعد سر یاوہ صاحب کا یہ زبردست اعتراض ہو کہ ملا صاحب نے ان
بزرگوں کو بہت بُرا بھلا کہا ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ وہی
پانچ اشخاص ہیں کہ جو مولانا طاہر سیف الدین کے سلسلہ میں تھے اور اُن سے
علیحدہ ہو کر ہر ایک نے اپنا علیحدہ مذہب قائم کیا اور پھر اُس داعی کو جو نصًّا بعد نصٍّ
چلا آتا تھا اُسکی اطاعت سے انہیں پانچ صاحبوں نے منہ موڑ لیا۔ اور اُس فرقہ کو چھوڑ
دیا۔ جب ہم بارہا یہ بیان کر چکے ہیں کہ اس فرقہ میں اطاعت داعی فرض ہے اور نافرمانی
کفر تو موجب انکے عقیدہ کے یہ مرتد ہوئے اب مسئلہ ارتداد کو پیش نظر رکھکر فقہ حنفیہ
میں دیکھ لیجئے آیا مرتد کیلئے قتل کا حکم ہے یا نہیں اور مرتد کیواسطے فقہا نے کیسی کیسی
سختیاں روا رکھی ہیں۔ اگر زمانہ موجودہ میں ملا صاحب نے سخت الفاظ سے ہی کام لیا ہو
تو کونسی بڑی بات ہو۔ اسکے علاوہ سر یاوہ صاحب کیا جواب دینگے جب اُنسے یہ دریافت
کیا جاوے یہ کیا بات ہے ایک ہی فرقہ اہل سنت والجماعۃ میں بلا وجہ ایک عالم دوسرے
عالم کو کفر کے فتوے تقسیم کر رہا ہے ملا صاحب نے اگر بُرا کہا تو اُنہیں کو جو انہیں کے
حلقہ بگوش تھے اب اِنسے روگرداں ہو کر ہر ایک نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی۔
مگر اہل سنت والجماعۃ کے علماء کرام تو ایک ہی سلسلہ میں وابستہ ہیں پھر یہ کیسی
شامت ہو کہ آپسمیں ایسے سخت الفاظ برتے جاتے ہیں۔ ع این چہ شور لیست کہ دور قمر می بینم
یہاں نہ کسی سے فریاد کیجاتی ہو نہ دعوی کی تحریک کیجاتی ہو نہ اسکو مخل اتحاد قرار
دیا جاتا ہو نہ اسکو دل شکن دل آزار سمجھا جاتا ہو نہ کسی میموریل پر گورنمنٹ کے پاس بھیجے

کو دستخط لئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین مطبوعہ بریلی مصنفہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی جسکے سرورق پر ہی بسم اللہ سے بھی پہلے حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی۔ حضرت مولٰنا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی جیسے اللہ کے برگزیدہ بندوں کیلئے حسب ذیل گالیاں چھاپی گئی ہیں اور انکو قادیانیوں کی صف میں جگہ دیگئی ہے بلکہ تمام علماء دیوبند کو نشانہ بنایا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"طوائف قادیانیہ وگنگوہیہ نانوتویہ وتھانویہ ودیوبندیہ وامثالہم نے خدا اور رسول کی شان کو گھٹایا ہے۔ اسلئے علماء حرمین شریفین نے باجماع امت ان سبکو زندیق و مرتد فرمایا ہے انکو مولوی تو درکنار مولوی جاننے یا پاس بیٹھنے اور انسے بات کرنیکو زہر و حرام اور تباہ کن اسلام بتایا ہے"۔ ملاحظہ ہو تمہید ایمان بآیات قرآن مطبوعہ مطبع اہل سنت والجماعت واقع بریلی صفحہ ۲۳، تا ۳۸ جو تمام گالیوں سے پُر ہیں جو انہیں حضرات کے بارہ میں چھاپی گئی ہیں۔ مشتے نمونہ خروارے۔ چند سرِ یا وہ دل ٹھنڈا کرنیکو لکھے دیتے ہیں

کذاب۔ گمراہ۔ ستمگار۔ کفار۔ خبیث۔ سردار ہر خبیث۔ مفسد۔ ہٹ دھرم فاجر۔ ملحد۔ شیطانیہ۔ بددین۔ سرکش۔ مخذول۔ بدبخت۔ زیانکار۔ کمینہ مشرک۔ ظالم۔ مفتری۔ اسکے سوا اور جو کچھ تحریر ہے اسکو ہم اپنے قلم سے بھی لکھنا گوارا نہیں کرتے جو کچھ لکھا ہے اُسکے لئے بھی ہم خدا سے معافی مانگتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں۔ خدایا وہ علماء جو ہماری دینی کشتی کے محافظ و کشتیبان ہیں انہیں اتفاق اور اتحاد عطا فرما۔ خدایا ہماری کشتی جو نگہبانوں کی مخالفت سے ڈوبنا چاہتی ہے اُسکی تو ہی حفاظت کر اور اس کشتی کے نگہبانوں میں خلوص کا مادہ پیدا کر۔ آمین۔ انک سمیع مجیب الدعوات

عقیدۂ اہل سنت

جب ہم ہر دو فریق کے عقائد کو بیان کر چکے تو عقیدہ اہل سنت کو بھی بیان کرنا ضروری سمجھا گیا۔ عقائد اہل سنت میں خلافت راشدہ میں چہار یار باصفا کا علی الترتیب ما

ضروری ہے اور ہر ایک خلیفہ خلیفہ برحق ہے۔ اس ترتیب خلافت کے نہ ماننے والے کو جمہور علماء گمراہ و بدعتی کہتے ہیں مگر مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی رافضی کی تعریف میں یہ فرماتے ہیں :۔ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضؓ کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ اُنھیں امام و خلیفہ نہ مانے کتب معتمدہ فقہ حنفیہ کی تصریحات عامہ ائمہ ترجیح و فتوی کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔ دیکھو ردالرفضہ صہ ۲

اور اسی کتاب کے آخر میں مولانا ان کے بارہ میں فتوی دیتے ہیں :۔ بالجملہ رافضیوں اور تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے اُنکے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہی معاذ اللہ۔ اور عورت مسلمان ہو یہ تو سخت قہر الٰہی ہے اگر مرد سنّی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی۔"

اسی فتوی کے آخری حصہ میں حکم فرماتے ہیں :۔ ان کے مرد عورت۔ عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام ہے۔ جو انکے اُن ملعون عقاید پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا انکے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے ردالرفضہ صہ ۲ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی۔

کہاں ہیں سریاوی صاحب ذرا آنکھیں کھولیں اور اس فتوی کو دیکھیں اور چیخ پکار اور عرض فریاد واویلا مچائیں۔ یہ الفاظ دلشکن دل آزار مخل اتحاد ہیں یا وہ الفاظ جو نہایت خاموشی اور متانت کیساتھ اپنے خاص فرقہ کی تعلیم کی غرض سے لکھی گئی ہو اور عام طور پر اُسکی اشاعت بھی نہ کی گئی ہو۔ سریاوی صاحب اپنی نفسانیت کو دور فرمادیں۔ کسی فرقہ کے پیشوا یا کسی فرقہ کو متہم اور بدنام کرنے اور دل آزاری کرنے سے توبہ کریں۔ خدا معاف کرنے والا ہے۔ وھو الغفور الرحیم = وما علینا الا البلاغ ؏

حکیم محمد حنیف ہاشمی =
کراچی۔ جونہ مارکٹ ۲۰ راکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

پتہ:- حافظ محمد سعید ہاشمی تاجر کتب و مالک مطبع ہاشمی - ہاشمی منزل میرٹھ

تقریظات

تقریظ العالم المحقق المناظر المولانا ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی

میں نے رسالہ ہذا کے اکثر مضامین مطالعہ کئے مصنف نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے بلا مبالغہ انتہا تک پہنچایا ہے۔ تحقیق و تدقیق کا کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور اس انداز سے لکھا ہے کہ دیکھنے والے کا جی نہیں چاہتا کہ درمیان میں چھوڑ دے۔ شوخی و تیزی سے کام نہیں لیا۔ جیسا کہ شروع سے متانت اختیار کی ہے ویسے ہی آخر تک نباہ دی ہے۔ مچھروں کی جنگ۔ توپ خانہ۔ بندوق کو چھوا تک نہیں۔ محرم نامہ۔ یزید نامہ بکتا تھا انہی کے پاس رہنے دیا ہے لفاظی، چرب زبانی، وغیرہ شیوۂ بازاری اور دین فروشی بالکل نہیں کی بلکہ حق الحق ظاہر کیا ہے۔

میں نے اس سے پیشتر شمیمۃ الاخلاص۔ سیفی ڈنکا۔ عیار التنقید وغیرہ چند کتابیں مطالعہ کی ہیں انہوں نے اگرچہ بہت کچھ لکھا اور حق کے اظہار میں کوئی فروگذاشت نہیں کی وقت کی ضرورت کیلئے کافی و وافی ہیں لیکن ہمارے مولانا حکیم محمد حنیف صاحب ہاشمی کی کتاب سیف الدین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جیسا کہ مدلل و مکمل آپنے اس کتاب پایہ دار کو لکھا ہے کوئی کم لکھ سکتا ہے۔

جناب مولانا ملا سیف الدین طاہر پر جو ناجائز حملے کئے جا چکے ہیں میرا ارادہ بھی انکا رد لکھنے کا تھا مگر جسوقت مولانا ممدوح کی کتاب میری نظر سے گذری میں نے فی الفور اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اسلئے کہ جسقدر میں نے لکھنا تھا اس سے زیادہ ہمارے مولانا ممدوح نے لکھدیا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء امین ثم امین نیز کتاب "ضوء نور الحق المبین" کو میں نے خود مطالعہ کیا اور ہر پہلو سے جانچا وہ کتاب ان تمام عیوب نقائص و اتہامات سے پاک معلوم ہوتی ہے جو کہ آراء فروشوں نے ثمن کثیر کے حصول کیلئے اسپر لگائے ہیں اہل حق ان کی عیاری سے واقف رہیں۔ فقط ۔ بابا ابو رحمت حسن القادری از میرٹھ

تقریظ العالم الفقیہ الواعظ المولانا مبارک حسین صاحب محمودی مدرس اعلیٰ دار العلوم مسجد جامع میرٹھ

میرے مکرم مولانا ابو رحمت حسن صاحب قادری میرٹھی نے جو کچھ کتاب ہذا کے متعلق ارقام فرمایا وہ درحقیقت صحیح اور واقعیت پر مبنی ہے مولانا الملک کے ذریعہ سے میں نے بھی ان رسالوں کو مطالعہ کیا اور اس سلسلہ پر کچھ عرصہ سے میری نظر ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں کچھ لکھتا مگر مولانا کی تقریظ لطیف کے بعد ضرورت نہیں معلوم ہوتی لہذا اوسپر متفق ہوتا ہوا ختم کرتا ہوں۔ خادم الطلبہ محمد مبارک حسین محمودی مدرس اول دار العلوم جامع

تقریظ العالم الفاضل المولوی محمد شاہ صاحب میرٹھی

حامداً و مصلیاً و مسلماً = ملا طاہر سیف الدین کی خوش نصیبی بھی قابل رشک ہے کہ معاندین کی معترضانہ تحریروں نے انکے دکمال کو اور چار چاند لگا دئے ؎ نظر لگے نہ کہیں اسکے دست و بازو کو ٭ یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں ٭ جب اعتراض شدہ تحریریں ملا صاحب کے خلوص صداقت و علم و زہد کی زندہ تصویریں ہیں تو بقیہ مضامین جن سے خود معترضین کو بھی اتفاق ہے کس پایہ کے ہونگے اور جن فاضل ادیب لوذعی نے بیک قلم معترض ہوئے انکو اگر علم و اخلاق کا مجسم سراپا نہ بتائیں تو حق و انصاف کے گلو پر کند چھری پھیرنی پڑتی ہے اسلئے میں اپنے دلی دوست مولوی حکیم محمد حنیف صاحب کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بلا خوف لومۃ لائم محض اظہار حق کیلئے ایک ایسے بے تعصب بزرگ ذات کی حمایت میں قلم اٹھایا ہے جسکی تائید ہر اہل نظر منصف پر فرض تھی۔ اور اس طرح سے حکیم صاحب موصوف نے نہ صرف اپنا ہی فرض ادا کیا بلکہ اپنے مکمل و شافی جوابات سے جملہ حق پسند اہل علم کو سبکدوش کر دیا گو جواب بھی ہو مگر بقول غالب ؎

کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچہ سے بہشت ٭ یہی نقشہ ہے ولے اسقدر آباد نہیں ٭

(محمد شاہ ہیڈ مولوی کنٹ اے۔ وی۔ ہائی اسکول میرٹھ)

تقریظ فاضل مولوی محمد فاضل صاحب ...

اجتنبوا كثيرًا من الظنّ انّ بعض الظنّ اثم ولا تجسّسوا ولا يغتب بعضكم بعضا ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه واتقوا الله ان الله توّاب رحيم

بازرہو گمان سے بیشک بعض گمان باندھنا گناہ ہے اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور نہ غیبت کرے تمھارا بعض بعض کی کیا پسند ہے تمھارے کسی ایک کو کہ کھاوے اپنے برادر میت کے گوشت کو پس کراہت کرو تم اور ڈرو خدا تعالی سے بیشک خدا تعالی

رسالہ

شمیمۃ الاخلاص

یعنی

کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب مُلّا طاہر سیف الدین صاحب پر

ایک تنقیدی نظر

مصنّفہ

سیّد عبد العزیز احمد ترمذی ساکن کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نول کشور پریس لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۹۱۹ء سیّد عبد العزیز احمد پبلشر قیمت ۴/